فن الرجال

اہل تشیع کی حالت زار

مولانا مفتی شیخ الحدیث والتفسیر عبدالعزیز العزیزی

تحقیق: تاشفین صاحب

تالیف: توقیر

دفاع اہل سنت و رد رافضیت

ادارہ دارالتحقیق

WWW.SUNNILIBRARY.COM

💢فن رجال میں تشیع کی حالت زار💢

تالیف::-----توقیر احمد

بنام:: حضرت مولانا مفتی شیخ الحدیث والتفیر عبدالعزیز العزیزی صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ

فہرست

عرض وغایت

تمہید

1مقدمہ

2 سنت و حدیث کی تعریف

3رواۃ کافاسد العقیدہ ہونا

4نتیجہ نمبر1

5 مجہول الحال رواۃ

6نتیجہ نمبر2

7نتیجہ نمبر3

8 نتیجہ نمبر4

9 نتیجہ نمبر 5

10 نتیجہ نمبر 6

11خلاصہ

12 تشیع کتب الاربعہ

13نتیجہ نمبر7

14سنی فن رجال

15 تقابل سنی و شیعہ فن الرجال

16تمت بالخیر

عرض وغایت

تشیع محققین سمجھتے ہیں کہ شیعت اصل اسلام ہے اور بنیادِ اسلام ہےکچھ محققین کا خیال ہے کہ تشیع اسلام کا دوسرابڑافرقہ ہےلیکن جب تشیع کے بنیادی اصولوں پر بات ہونے لگی تو تشیع نے اپنے آپ کواسلام کاایک مسلکی گروہ ہونے کا دعوی کر دیا جیسے کہ اہلسنت کے پانچ مسلک ہیں شافعی مالکی حنبلی اہلحدیث اور حنفی جبکہ ان پانچ مسالک کے اصول الدین وہی ہیں جو اللہ تعالٰی نے قرآن میں اور رسول ﷺ نے بیان فرمائے ہیں جبکہ تشیع اصول الدین ہی قرآن رسول ﷺ اور امت مسلمہ سے الگ ہیں تو تشیع کا امت مسلمہ سے مذہب کا اختلاف ہے جیسے کہ یھود و نصاری عیسائیت مجوسیت ہندو مت وبدھ مت وغیرھم غرض یہ کہ امت مسلمہ کے سامنے اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ تشیع کا دین الگ ہے اصول الدین الگ ہے اور تشیع کا دین لینے کا اصول بھی الگ ہےتشیع کے ان تمام اصولوں کو سمجھنے کےلیےتشیع اسماء الرجال جرح و تعدیل کی تاریخی حیثیت کو سمجھنا ضروری ہے تواس لیے ہم نےامت مسلمہ کو تشیع جو کہ امت دعوت ہے اس کے فن الرجال پر مختصر لکھنا چاہاہےتاکہ تشیع کی چال بازیاں سمجھی جاسکیں اورامت قادیانیت سے زیادہ خطرناک فتنے سے محفوظ رہ سکے۔

تمہید::

ہم دیکھتے ہیں کہ تشیع مناظر مباحث مکالم اپنےدعوے کی تصدیق کےلیےفن اسماء الرجال وجرح وتعدیل کا استعمال

اپنے ہی اصولوں وضوابط کےخلاف جا کرکرتےہیں چاہیے ان اصولوں پر عمل کرتے ہوئے کتنے ہی تعرض پیش آئیں ہمارا یہ رسالہ لکھنے کا مقصد اس بات کو واضح کرناہے کہ شیعت کودین لینے کےلیے جس تسلسل واتصال کی ضرورت تھی وہ تقریباسنہ700 ہجری تک ناپید رہااب جس مذہب کےدین لینے کے اصول دین اسلام لانے والے سے700 سو سال انقطاع میں رہیں آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں اس مذہب کی حالت کیا ہو گی توشیعت ناتواسلام ہی ہےاورناہی اسلامی فقہ یا مسلک اور نا ہی اسلام کا مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات ہےاور اسلام ہی حق مذہب ہے ناکہ شیعت حق مذہب۔

والسلام۔۔۔

مقدمہ::

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائی گئی ہیں ، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا ۔

Oh you who have believed, believe in Allah and His Messenger and the Book that He sent down upon His Messenger and the Scripture which He sent down before. And whoever disbelieves in Allah His angels, His books, His messengers, and the Last Day .has certainly gone far astray

آیۃ:

(سورۃالفرقان25 آیت:2)

الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَ خَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا

ترجمہ: اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کرکے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے ۔

He to whom belongs the dominion of the heavens and the earth and who has not taken a son and has not had a partner in dominion and has created each thing and determined it with [precise] determination

(سورہ بقرہ آیہ 13)

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ اٰمِنُوۡا کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَہَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّہُمۡ ہُمُ السُّفَہَآءُ وَ لٰکِنۡ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ::

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دیگر لوگوں(اصحاب رسول ﷺ)کی طرح تم بھی ایمان لے آؤ تو وہ کہتے ہیں: کیا ہم (بھی ان)بےوقوفوں(اصحاب رسول ﷺ) کی طرح ایمان لے آئیں؟خبردار بے وقوف تو خود یہی لوگ ہیں لیکن یہ اس کا (بھی) علم نہیں رکھتے۔

And when it is said to them, "Believe as the people have believed," they say, "Should we believe as the foolish have believed?" Unquestionably, it is they who are the foolish,

but they know [it] not

شیعہ مذہب میں حدیث وسنت کی تعریف::

حدیث معصوم کے قول، یا ان کے قول، فعل یا تقریر کی حکایت کو کہتے ہیں۔

تنبیہ::

شیعہ امامیہ کے نزدیک معصوم علیہ السلام سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے بارہ اماموں میں سے کوئی ایک ہے۔

(أصول الروایۃ عند الشیعۃ الامامیۃ،عبد المنعم فرماوی، صفحہ۱۴۵)

سنت::

سنت کی لغوی تعریف:سنت لغت میں طریقہ کو کہتے ہیں۔

سنت کی اصطلاحی تعریف: جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا مطلق معصوم کے قول یا فعل یا تقریر سے صادر ہو

(مقباس الھدایۃ،مامقتانی جلدا صفحہ۶۸)

خلاصہ::

تشیع کی حدیث اور سنت کی تعریف میں آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایاہےکہ رسول ﷺ اور ائمہ معصومین کے قول فعل اور تقریر کو بطور احتجاج لیا جائے گا

نوٹ::

شیعہ حضرات کا جو عقیدہ اورنظریہ مطلقا رسول ﷺ کے بارے میں ہے وہی اپنے آئمہ کے بارے میں ہے

- 👈رسول ﷺ کی طرح ائمہ پر نزول وحی الھی ہوتاہے۔
- 👈رسول ﷺ کی طرح معجزات بطرز رسالت ائمہ کو دیے گئے ہیں۔
- 👈رسول ﷺ کی طرح آئمہ منصوص من اللہ ہیں۔
- 👈رسول ﷺ کی طرح آئمہ مفترضۃ الطاعۃ ہیں۔
- 👈رسول ﷺ کی طرح ائمہ معصوم عن الخطأ فی الدین ہیں۔

(الکافی جلد اول صفحہ 175 تا آخر جلد اول)

نتیجہ::1

آئمہ کا قول متصل شمار ہو گا مرسل شمار نہیں ہو گا۔

جو شیعہ مناظر مباحث و مکالم اپنے آئمہ معصومین کے قول کو مرسل کہے گا وہ عقیدہ امامت اور اوصاف امامت کا منکر ٹھہرے گا اور شیعہ کی حدیث اورسنت کی اصطلاحی تعریف کا بھی منکر ہوگا۔۔۔۔۔۔۔

صحیح حدیث کی تعریف::

حدیث صحیح کی تعریف: جس کی سند معصوم علیہ السلام تک عدل امامی، اسی کے مثل کے ذریعہ تمام طبقات میں متصل ہو

(قواعد الحدیث، موسوی، صفحہ ۴۲)

پہلی شرط::

اتصال سند: شیعہ امامیہ نے حدیث صحیح کی تعریف کرتے ہوئے اتصال سند کی قید لگائی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے نزدیک حدیث مرسل و منقطع، حدیث صحیح نہیں، مگر اس کے باوجود یہ لوگ حدیث مرسل پر صحیح کا اطلاق کرتے ہیں ان کے شیخ مامقانی کہتے ہیں:

ابن ابی عمیر نے 'الصحیح' میں اس طرح روایت کی، حالاںکہ ان کی منقولہ روایت مرسل ہے، اسی طرح بکثرت حدیث مقطوع کو بھی صحیح کا حکم لگایاہے

(مقباس الهدایۃ،مامقانی، جلد ۱ صفحہ ۱۵۷)

شیعہ امامیہ نے حدیث صحیح ہونے کے لیے اتصال سند کی شرط لگائی اور اس پر کھرے نہیں اتر سکے،

آئمہ سے روایت لینے والے روات

شیعہ کے محققین اسماء الرجال و جرح تعدیل نے آئمہ سے روایات لینے والوں کے بارے مختلف نظریات پیش کیے ہیں

۱۔۔۔غیر مزہب ہونا::

شیعہ محققین کے ہاں آئمہ سے روایت لینے والی روات کا ناصبی ہونا کوئی علت نہیں ہے۔

💢۔۔۔معروف و معتبر ترین محدث شیخ الطائفہ جناب طوسی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے مصنفین اصحاب اور اصحاب الاصول میں کثیر افراد مذاهب فاسدہ کے پیروکار تھے چنانچہ الفہرست میں لکھتے ہیں:

،لان كثيرا من مصنفي أصحابنا وأصحاب الأصول ينتحلون المذاهب الفاسدة، وإن كانت كتبهم معتمدة

💢حرالعاملی کہتے ہیں

وكيف؟ وهم يصرحون حيث يوثقون من يعتقدون فسقه، وكفره وفساد مذهبه؟!

وسائل الشیعه

💢 عصرِ حاضر کے مشہور ترین رجالی الخوئی صاحب لکھتے ہیں: غاية الأمر أنه كان فاسد العقيدة، وفساد العقيدة لا يضر بصحة رواياته

نتیجہ::2

رواۃ کا ناصبی عامی یا فاسد عقیدہ ہونا روایت کو ضرر نہیں پہچاتا۔

جیسے کہ ھشام بن حکم تجسیم ما قائل تھا ھشام بن سالم جوالیقی یونس بن عبدالرحمان بھی تشبیہ و تجسیم کے قائل تھے۔بلکہ ان پر امام معصوم کے قتل کا بھی الزام ہے ابو الحسن رضا سے جب ھشام کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔

عيسى قال : قال موسى بن الرقي لأبي الحسن الثاني ع : جعلت فداك روى عنك المشرقي وأبو الأسود أنهما سألاك عن هشام ابن الحكم فقلت : ضال مضل شرك في دم أبي الحسن۔

ضال مضل اور خونِ امام موسی کاظم میں شریک تھا۔

الکشی کی روایات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ خود امام موسی کاظم نے اس کی منتیں کی کہ یہ باتیں نا کریں۔

ابوالحسن نے بقول کشی کی روایت اس سے کہا "کیا تم کسی مسلمان کے خون میں شرکت سے خوش ہو گے؟ تو ہشام نے کہا نہیں۔ تو فرمایا پھر میرے خون میں شریک بننا کیسے پسند کرو گے؟ اگر تم خاموش رہے تو صحیح ورنہ ذبح ہونا میرا مقدر ٹھہرا۔ لیکن وہ خاموش نا ہوا حتی کہ وہ اپنے انجام تک پہنچ گئے"

(معجم رجال الحدیث جلد 20 صفحہ 315 و-316)

(اعیان الشیعہ جلد 1 صفحہ 106)(مقالات الاسلامین جلد 1 صفحہ 110،109،106)

(اعتقادات فرق المسلمین و المشرکین صفحہ 97)

اسفرائنی نے بھی ہشام بن حکم اور اس کے پیرو کاروں کا تجسیم کے متعلق نظریہ نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ صاحب دانش پہلی نظر ہی میں جان جاتا ہے جس کا یہ نظریہ ہو اس کا اسلام میں کوئی

حِصّہ نہیں(التبصیر فی الدین صفحہ 24)نظریات کی کتابوں میں ھشام بن حکم کے تجیم کے نظریے پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے

(التبصیر فی الدین صفحہ 24)نظریات کی کتابوں میں ھشام بن حکم کے تجیم کے نظریے پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے(التنبیہ والرد صفحہ 24)(الملل والنحل جلد 1 صفحہ 183 187 188)(السکسکی البرھان صفحہ 41)(المیزان جلد 6 صفحہ 194)(الفرق الاسلامیۃ صفحہ 57)(تاریخ الفرق الاسلامیہ صفحہ 300)نتیجہ یہ کہ تشیع حضرات بلکہ موجودہ ٹچے قسم کے مناظرین جو روات پر عامی یاناصبی ہونے کا جوالزام دھرتے ہیں وہ فضول قسم کا ہے۔

صحیح حدیث کی تعریف میں دوسری شرط عدالت ہےعدالت کی شرط تصحیح حدیث کےباب میں بہت اہمیت کی حامل ہے اس وجہ سے غیر عادل کی روایت قبول نہیں کی جاتی، شیعہ کے عالم شہید ثانی کہتے ہیں: اسی پر جمہور ائمہ حدیث اور اصول فقہ کا اتفاق ہے (مقباس الهدایۃ،مامقتانی، جلد۲
صفحہ۳۴)

اور معروف ہے کہ کسی کی عدالت دو عادل عالموں کی تنصیص یا استفاضہ و شہرت سے ثابت ہوتی ہے، جیسا کہ خود شیعہ کے امام مامقتانی نے اس کی صراحت کی ہے
(مقباس الهدایۃ،مامقتانی، جلد ۲صفحہ ۶۳)

اس کے باوجود شیعہ کے عالموں نے بعض ایسے راوی جن کے بارے میں جرح وتعدیل کچھ بھی مذکور نہیں، ان کی روایات کو صحیح مانا، اور ان کی روایات کو اصح کتب 'الکافی' میں ذکر کیا گیا، شیعہ کے عالم شیخ بہائی لکھتے ہیں: کبھی بعض احادیث کی اسانید میں ایسے راوی بھی داخل ہوتے ہیں جن کے بارے میں کتب جرح و تعدیل میں مدح و ذم کچھ بھی ذکر نہیں کیا گیا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہمارے سابقین بڑے علما نے ان کی روایات کا کافی اہتمام کیا اور ہمارے متاخرین علما نے ان کی روایات پر صحت کا حکم لگایا
(مقباس الهدایۃ،مامقتانی، جلد۲صفحہ ۱۳۰)

تیسری شرط امامی ہونا: حدیث کے صحیح ہونے کے لیے شیعہ امامیہ نے ایک شرط راوی کا امامی اثنی عشری ہونا رکھی ہے، مگر شیعہ امامیہ صحت حدیث کی اس شرط پر بھی قائم و دائم نہ رہ سکے اور امامی راوی کے علاوہ کی احادیث کو صحیح قرار دیا، جیسے عبد اللہ بن بکیر بن اعین جو امامی نہیں بلکہ فطحی اور

سماعۃ بن مہران حضرمی، علی بن حمزہ اور عثمان بن عیسی امامی نہیں بلکہ واقفی ہیں (مقباس الھدایۃ،مامقتانی، جلد۲صفحہ ۷۲)

بہر حال شعیہ امامیہ نے صحت حدیث کے لیے جن شروط کو رکھا تھا، ان میں سے کسی ایک شرط پر بھی قائم نہ رہے اور نہ ہی ان کے التزام اور رعایت کرنے میں کھرے اتر سکے!!

۲۔۔۔مجہول رواۃ::

تفسیر مولا امام حسن عسکری صلوات اللہ علیہ آیا کہ معتبر ھے یا غیر معتبر

اس تفسیر پے کچھ علماء تشیع نے نے اعتماد کیا ھے اور کچھ اس کی سند کو مجہول مانتے ہیں

اصل میں اس تفسیر کو محمد بن قاسم استر آبادی نے تدوین کیا ھے جو کہ مفسر جرجانی کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں

انہوں نے اس تفسیر کو دو راویوں سے نقل کیا ھے جو کہ ابو الحسن علی بن محمد بن سیار اور ابو یعقوب یوسف بن محمد بن زیاد ھے

یہ بھی کہا گیا ھے کہ ان دونوں کو مولا امام حسن عسکری ع نے یہ تفسیر املاء کروائ تھی

اب کچھ علماء جن میں ابن غضائری علامہ حلی خوئ اور محمد تقی سوشتری وغیرہ کہتے ہیں یہ دونوں راوی مجہول ہیں

جبکہ کچھ ایسے علماء بھی ہیں جو اس پر اعتبار کرتے ہیں

جو اس پر اعتبار کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس تفسیر پر شیخ صدوق نے من لا یحضرہ الفقیہ میں اعتبار کیا ہے اور محمد بن قاسم استرآبادی کے ساتھ رضی اللہ وغیرہ لگاتے تھے۔ جو علماء اس کے معتبر ہونے کے قائل ہیں ان میں شیخ صدوق، قطب راوندی، ابو منصور طبرسی، ابن شہر آشوب، شہید ثانی، علامہ مجلسی، شیخ حر عاملی، وحید بہبہانی، سیّد عبداللہ شبّراور بروجردی شامل ہیں

اب ہمیں دیکھنا ھے کہ ہمارے نزدیک شیخ صدوق اور باقی جو اس پر اعتبار کرتے ہیں وہ علمائے شیعہ اپنے علمی اعتبار سے کیسے ہیں اور اعتبار کرنے والے علماء یقینا بہت زیادہ اہل علم اور اپنے علمی منصب کی وجہ سے قابل عزت ہیں

اس لیے ہم بھی ان کی روش کو اپناتے ہوئے اس پر اعتبار کرتے ہیں

نتیجہ نمبر 3

اس تفسیر کے قدیمی ہونے کے باوجود اس کی وثاقت علمائے امامیہ کے درمیان محل اختلاف ہے۔ شیخ صدوق (متوفی 3811 ھ) نے اس کتاب سے اکثر مطالب اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں۔ اگرچہ اس کتاب کی وثاقت و عدم وثاقت کے متعلق کوئی بات نہیں کی ہے۔ البتہ شیخ صدوق نے اس تفسیر کا متن کسی واسطے کے بغیر استر آبادی سے ذکر کیا ہے۔ نیز اپنی فتاوا کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ اس بات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جو کچھ اس نے اس کتاب میں نقل کیا ہے اس کے نزدیک وہ صحیح ہے اور اس میں مذکور روایات معتبر اور مشہور کتب سے حاصل کیا ہے۔اسی طرح باب تلبیہ میں استر آبادی سے حدیث نقل کی ہے اور آخر میں کہا: باقی کتاب تفسیر میں ذکر کیا ہے۔اس بنا پر اگر شیخ صدوق خود اس تفسیر کو تدوین کرنے والے نہیں تو احتمال ہے کہ وہ اسے تہذیب کرنے والے ہیں

(من لایحضرہ الفقیہ جلد اصفحہ ۳)

(من لا یحضرہ الفقیہ، جلد ۲، صفحہ ۲۱۱_۲۱۲)

اس احتمال کے درست ہونے کی مؤید نجاشی متوفی 450

(نجاشی صفحہ ۳۹۱_۳۹۲)

کی ہے یہ بات ہے کہ وہ شیخ صدوق کے آثار میں دو اثر تفسیری: تفسیر القرآن و مختصر تفسیر القرآن ذکر کرتا ہے۔

اس نظریے کا دوسرا شاہد یہ ہے کہ شیخ صدوق اسی روایت کو اسی سند کے ساتھ کتاب التوحید میں ذکر کرتے ہیں۔ نیز روایت کے آخر میں شیخ صدوق کہتے ہیں کہ اس حدیث کا کامل متن اپنی تفسیر میں لے کر آئے ہیں۔

(صدوق ،التوحید صفحہ ۴۷)

(لتفسیر المنسوب الی الامام ابی محمد الحسن بن علی العسکری ، صفحہ ۵۰ _۵۲)

طبرسی نے کتاب احتجاج میں اپنی کتاب کے منابع میں تفسیر امام حسن عسکریؑ کا ذکر کیا ہے لیکن اس کتاب کے غیر مشہور ہونے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کتاب کی سند کو مکمل ذکر کیا ہے۔

(طبرسی جلد ا، صفحہ 7_ ۸)

سعید بن ہبۃ اللہ راوندی نے بھی اس تفسیر کا نام لئے بغیر اس سے مطلب نقل کیے ہیں

(راوندی جلد ۲، صفحہ ۵۱۹ ـ ۵۲۱)ابن شہر آشوب نیز اس تفسیر کا نام لے کر سند کے ذکر کے بغیر مطلب نقل کیے ہیں

(ابن شہر آشوب ، جلد ۱، صفحہ ۹۲)

عبد الجلیل قزوینی نے 560 ھ میں کتاب النقض لکھی۔ اس میں شیعہ مشہور تفاسیر میں تفسیر امام حسن عسکریؑ کی طرف اشارہ کرتا ہے

(عبدالجلیل قزوینی صفحہ ۲۱۲ ۲۸۵)

مجہول روات::

شیعہ کے عالموں نے اکثرایسے راوی جن کے بارے میں جرح و تعدیل کچھ بھی مذکور نہیں، ان کی روایات کو صحیح مانا، اور ان کی روایات کو اصح کتب 'الکافی' میں ذکر کیا گیا، شیعہ کے عالم شیخ بھائی لکھتے ہیں: کبھی بعض احادیث کی اسانید میں ایسے راوی بھی داخل ہوتے ہیں جن کے بارے میں کتب جرح و تعدیل میں مدح و ذم کچھ بھی ذکر نہیں کیا گیا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہمارے سابقین بڑے علما نے ان کی روایات کا کافی اہتمام کیا اور ہمارے متاخرین علما نے ان کی روایات پر صحت کا حکم لگایا

(مقباس الھدایۃ،مامقتانی، جلد۲ صفحہ۱۳۰)

جن راویو ں کے متعلق جرح و تعدیل کچھ بھی مذکور نہیں، اس کے باوجود شیعہ حضرات نے ان کی احادیث کو صحیح قرار دیا، ان میں سے بعض یہ ہیں: احمد بن محمد بن حسن بن ولید، احمد بن یحیی عطار، علی بن ابی جید اور معاویہ بن میسرہ وغیرہ اور یہ طریقہ کار، مذکور صحیح حدیث کی تعریف سے خارج ہے

(مقباس الھدایۃ،مامقتانی، جلد۲ صفحہ ۱۳۱)

(اصول الروایۃ عند الشیعۃ الامامیۃ صفحہ ۱۸۴)

آئمہ کا صحابی ہونا::

تشیع کے ہاں آئمہ معصومین کا کسی شخص کا صحابی ہونا اس کی مدح وجلالت کےلیے کافی و وافی ہےاور وہ شخص ثقہ بلکہ ثقہ سے بھی اعلی کہلائے گا

1۔۔۔ کسی کا محض صحابی ہونا ہی اپنے آپ میں اس کے مدح و جلالت کیلئے کافی ہے۔

2۔۔۔ اگر آپ کوئی ایسی روایت شیعہ کتب سے پیش کرے جس میں شیعوں کے آئمہ کا اصحاب میں کسی شخص کی واضح توثیق موجود نا ہو تب بھی اس کی روایت مستند ہے کیونکہ وہ امام کا صحابی ہے ۔

نتیجہ::4

۱۔۔۔علی اکبر ترابی الموسوعۃ الرجالیۃ المیسرۃ میں علی ابن ادریس جو امام رضا کے صحابی ہے کے ترجمہ میں لکھتا ہے۔ کتب اربعہ میں اس سے پانچ روایات مروی ہیں اس کی توثیق یہ کہہ کر بیان کرتا ہے کہ "وصفِ صحابیت یعنی اس کا صحابیِ امام ہونا زبردست مدح ہے"

(الموسوعۃ الرجالیۃ المیسرۃ صفحہ 324)

۲۔۔۔ علی اکبر ترابی الموسوعۃ الرجالیۃ المیسرۃ میں علی بن عمرو العطار القزوینی جو امامِ ھادی کے اصحاب میں سے ہیں کے متعلق کہتا ہے کہ صدوق نے اسے علی بن محمد عسکری کا صحابی قرار دیا ہے اور "وصفِ صحابیت یعنی اس کاامام کا صحابی ہونا زبردست مدح ہے۔

(الموسوعۃ الرجالیۃ المیسرۃ صفحہ 324)

۳۔۔۔محقق تستری جو کسی تعریف کے محتاج نہیں مشہور شیعہ عالم محقق و رجالی گزرے ہیں وہ اپنے معروف کتاب قاموس الرجال کے مقدمہ الفصل خامس و عشرون فی امور بوجوب الحسن کے تحت لکھتے ہیں۔

فلاں شخص فلاں امام کا صحابی ہے ظاہر مدح ہے بلکہ یہ تو وثاقت(توثیق) سے بھی اوپر ہے۔ بل ھو فوق الوثاقۃ

یہی محقق تستری قاموس الرجال جلد 7 میں علی بن ادریس کے ترجمہ میں اس کی توثیق ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

ان الوصف بصحابتھم علیھم السلام مدح جلیل

"آئمہ علیم السلام کے صحابیت کے وصف سے متصف ہونا زبردست مدح ہے"

(قاموس الرجال جلد7صفحہ 374)

۴۔۔۔ علامہ ثانی اور رجالی کبیر شیخ عبداللہ مامقتانی

ثم کونہ صاحب الإمام الرضا علیہ السلام ترفعہ إلی أرفع مرتبۃ الجلالۃ و النبالۃ"

پھر امام رضا کے صحابیت کے شرف نے اس کو جلالت و بزرگی کے مزید بلند مرتبہ پر فائز کر دیا۔

(تنقیح القال جلد 8 صفحہ 333)

۵۔۔۔مرزا حسین نوری طبرسی معروف شیعہ محدث ابی ثمامہ جو امام ابو جعفر ثانی کے اصحاب میں سے ہے کے متعلق کہتا ہے ۔

سند صحیح ہے لیکن ابا ثمامہ (کتبِ رجال میں) غیر مذکور ہےاور مذکورہ وصف میں عظیم مدح ہے۔

یہ صدوق کے من لا یحضرۃ الفقیہ کی روایت ہے اور وہاں صدوق نے اسے صاحب ابی جعفر الثانی کہا ہے اسی وصف کی طرف مرزا طبرسی نے اشارہ کیا ہے۔

(خاتمۃ المستدرک الوسائل جلد 5 صفحہ 408)

6۔۔۔مجلسی اول کبیر یعنی علامہ مجلسی صاحب بحار الانوار کے والد لکھتے ہیں

وما کان فیہ عن احمد بن محمد بن مطہر صاحب ابی محمد علیہ السلام" لکھتے ہیں ھذا المدح یکفیہ کہ اس کیلئے یہ مدح کافی ہے کہ یہ امام ابو محمد کے اصحاب میں سے ہے۔

(صدوق کے من لا یحضرۃ الفقیہ کے شرح روضۃ المتقین شرح مشیخۃ الفقیہ جلد 20 صفحہ 58)

یہی مجلسی کبیر اسی روضۃ المتقین کے اسی جلد 20 ص 256 پر شرح مشیخۃ الفقیہ میں علی بن ادریس صاحب الرضا کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ صدوق کا اسے امام رضا کا صحابی کہنا مدح ہے پس یہ روایت حسن شمار ہو گی جیسا کہ علامہ نے ذکر کیا ہے۔

ھذا مدح ، فیکون الخبر حسناً کما ذکرہ العلامۃ

(تنبیہ: شیعہ کتب میں جب مطلقاً علامہ کہا جائے تو اس سے مراد علامہ ابن مطہر حلی ہوتے ہیں)

۷۔۔۔قھبائی احمد بن ھلال ناصبی جسے صدوق نے ناصبی کہا الخوئی نے حق سے منحرف لیکن ثقہ کہا ہے کے ترجمہ کے تحت کتاب کا محقق سید ضیاء الدین لکھتا ہے۔ کہ شیخ جلیل (شیخ سے مراد طوسی ہے) کے گواہی کے مطابق وہ کا صحابی تھا اور یہ توثیق سے بھی بہت بڑی بات ہے۔ پس محتاط رہو

بشھادۃ الشیخ الجلیل بمصاحبتہ لہ علیہ السلم و مصاحبتہ ایاہ علیہ السلم لا یکون الا مع ما یزید علی الثقۃ بکثیر فانتبہ

(مجمع الرجال للقھبائی جلد 7 صفحہ 225)

عصرِ حاضر کے معروف شیعہ عالم محقق جعفر سبحانی ایک راوی کے متعلق کہتے ہیں کہ صدوق نے مشیخہ میں اسے امام رضا کا صحابی کہا ہے اور محقق تستری نے کہا کہ امام کا صحابی ہونا توثیق سے بھی اوپر ہے یا بڑھ کر ہے۔

محقق تستری جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے قاموس الرجال میں علی بن الفضل کے ترجمہ میں اس کے متعلق کہتا ہے کہ اس کا امام کا صحابی ہونا توثیق سے بھی بڑھ کر ہے ۔

(قاموس الرجال جلد 7 صفحہ 533)(رسائل فقهیه جلد 1 صفحه 54)

۸۔۔۔وسائل الشیعہ کا محقق الحاج شیخ محمد الرازی ادریس بن زید کے متعلق کہتا ہے۔ یہ امام رضا کا صحابی ہے جیسا کہ صدوق نے کہا ہے اور یہ اس کی مدح پر دلالت کرتی ہے۔

(الوسائل جلد 19 صفحہ 339)

۹۔۔۔علی اکبر غفاری اہلِ علم شیعہ طبقوں میں اور ان اہلسنت کیلئے جو شیعہ کتب سے باخبر ہیں کیلئے کسی تعریف کے محتاج نہیں ۔مشہور شیعہ عالم محقق ہے شیعہ اصولِ حدیث و رجال پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

من لا یحضرۃ الفقیہ جلد 4 مشیخۃ میں صدوق کہتا ہے علی بن ادریس عن الرضا ۔ اس کے تحت علی اکبر غفاری لکھتا ہے ۔

ادریس بن زید و علی بن ادریس لم یذکرا الا فی المشیخۃ ووصف المصنف بکونھما صاحبی الرضا علیہ السلام یکفی فی جلالتھما۔

ادریس بن زید اور علی بن ادریس کا ذکر سوائے صدوق کے مشیخہ کے دیگر کتب میں موجود نہیں لیکن صدوق نے ان کو امام رضا کے اصحاب میں شمار کیا ہے ان کے جلالت کیلئے یہی کافی ہے۔

۱۰۔۔۔سید حسن الصدر عصرِ حاضر کا ایک اور بہت بڑے شیعہ عالم و معروف شخصیت نھایہ الدرایہ صفحہ 399 میں لکھتے ہیں۔

"صاحب الرضا مفید مدح ہے۔ "

۱۱۔۔۔ایک اور معروف شیعہ عالم و محقق ملا محمد جعفر شریعتمدار استرآبادی اپنے کتاب "لبّ اللباب في علم الرجال" میں راوی کے "مدح مطلق" پر دلالت کرنے والے مختلف اقوال نقل کرتا ہے۔ چنانچہ وہ "ما یدل علی المدح المطلق" کے تحت لکھتا ہے۔

ومنھا قولھم: "صاحب فلاں" ای واحد من الائمۃ

اور ان میں سے یہ قول ہے: فلاں کا صحابی ۔ آئمہ میں سے کسی ایک کا بھی

(لبّ اللباب صفحہ 124)

نوٹ::

۱۔۔الصحابہ کلھم عدول: تشیع نے مطلقا ائمہ کے صحبت یافتہ کو ثقہ و ممدوح اور صاحب جلالت کہاہے تو امت مسلمہ کے عقیدہ الصحابۃ کلھم عدول کے عقیدے کو کیسے چیلنج کیا جا سکتاہے

اگر امت مسلمہ کے اس عقیدے کو چیلنج کیا جائے گا تو تشیع کا فن الرجال کا اپنا قاعدہ زمین بوس ہو جائے گا فن الرجال فن حدیث و فن مصطلح میں تو پہلے تسلسل تدریج اور اتصال نہیں ہے

۲۔۔اگر آپ کوئی روایت پیش کرتے ہیں اوراس سند میں موجود ائمہ کے صحابی موجود ہوں اور مجھول الحال تو بھی روایت موثق ہو گی ضعیف نہیں ہو گی تو معلوم ہوا تشیع کے نزدیک بلا اصول مجھول راوی کی روایت قابل قبول ہے۔

غیر معصوم کاقول حجت ہے::

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے صحابی ابان بن تغلب سے فرمایا:

"اے ابان ! کوفہ کی مسجد میں جا کر بیٹھ جاؤ اور لوگوں کو فتویٰ دو، میں اپنے شیعوں میں تم جیسے فتویٰ دینے والوں کو پسند کرتا ہوں".

(رجال نجاشی صفحہ ۲۳۵ رقم ابان بن تغلب)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جب اپنے چچا زاد بھائی قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کو مکہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو انھیں فرمایا :

"فتویٰ پوچھنے والے کو فتویٰ دے اور جاہل کو تعلیم دے"

(نہج البلاغہ ، صفحہ ٦٨٧ ، مکتوب ٦٧)

خلاصہ::

1۔۔اہل تشیع نے مطلقاحدیث کی تعریف میں آئمہ کو شامل کیاہے اور عقیدہ امامت اس بات کی تصریح کرتاہے کہ تشیع کے ہاں جوحیثیت رسول ﷺ کے قول فعل تقریر کی ہے وہی آئمہ کے قول فعل اورتقریر کی ہے تو جو سند کسی امام تک متصل ہو وہ مرسل نہیں ہو گی اور تشیع کا اس روایت کو مرسل کہ کر رد کرنا ناقابل قبول ہوگا

2۔۔تشیع نے حدیث کی تعریف میں تو روای پر امامی ہونے کی شرط لگائی ہے لیکن فن الرجال میں رواۃ پر حکم لگاتے ہوئے اپنے اس اصول کا خیال نہیں رکھا ہے اورمطلقا عامی یعنی اہلسنت غلات واقفیہ،

فطحیہ، تبریہ، مرجئہ، زیدیہ، ناووسیہ، کیسانیہ، علیاویہ، طاہریہ، عجلیہ، سبائی تشبیھی اور غیر امامی روات کو ثقہ کہا ہے

3۔۔مجھول روای جیسا کہ ماقبل ہم تفصیلا لکھ چکے ہیں تشیع کے ہاں مجھول راوی بھی ثقہ شمار ہوتا ہے بلکہ آئمہ کے صحابی کو تشیع نے ثقہ سے بھی فوق بیان کیا ہے تو معلوم یہ ہوا کہ تشیع کے ہاں روایات لینے کا کوئی مسلم اصول نہیں ہے سواء اس کے کہ ہر روایت اہلسنت کے مخالف ہو بس یہ اصول قابل عمل ہے۔

اقسام حدیث تشیع::

عدد روات تشیع کے اعتبار سے مندرجہ ذیل ہیں۔

حدیث متواتر، حدیث آحاد،متواتر کی دو قسمیں ہیں مشاہداتی 'کسبی متواتر کی دو قسمیں متواتر لفظی متواتر معنوی

آحاد کی قسمیں حدیث مستفیض حدیث مشہور حدیث عزیزی غریب مطلق:غریب مطلق غریب مطلق تفرد روات 'غریب مطلق تفرد راوی' غریب مطلق تفرد متن

غریب لفظی

شیعہ کے ہاں یہ مندرجہ ذیل تقسیم عدد روات کے اعتبار سے ہے ہمیں ان کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس وجوہات مابعد بیان کی جائیں گی۔

قبول ورد کے اعتبار::

تشیع قبول ورد کے اعتبار سے روایات چار قسم پر ہیں

صحیح حسن موثق اور ضعیف اولین تشیع کے نزدیک روایات کی قبول ورد کے اعتبار سے دو قسمیں تھی صحیح اور ضعیف۔

شیعہ امامیہ کے ایک عالم محی الدین موسوی لکھتے ہیں حدیث کی چار قسمیں صحیح، حسن، موثق اور ضعیف فقہا اور محدثین امامیہ کے نزدیک معروف نہیں تھیں کیوں کہ ان کے نزدیک حدیث یا تو صحیح تھی جو قرائن سے متصف ہو اور قطعی یا معصوم علیہ السلام سے صدور کے وثوق کا فائدہ دے، یا ضعیف تھی جو قرائن سے متصف نہ ہو

(قواعد الحدیث ,موسوی، صفحہ ۱۵)

علت::

تشیع امامیہ کے شیخ محی الدین موسوی لکھتے ہیں: جن علمائے شیعہ نے حدیث کی صرف دو قسم: صحیح اور ضعیف بیان کی ہے، ان کی علت یہ ہے

۱۔۔۔ تمام احادیث کاقرائن سے متصف ہونا، جن کے ذریعہ شریعت میں استدلال کیا جاتا ہے، وہ معصوم علیہ السلام سے صادر ہونے کی وجہ سے وثوق و قطعی کا فائدہ دیتی ہیں؛ لھذا تمام احادیث حجت ہیں؛ اس لیے حدیث کی تقسیم باطل ہے؛ کیوں کہ تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ سند کے ضعف کی وجہ سے بعض حدیث حجت نہیں۔

۲۔۔۔ ہمارے قدیم فقہا کے نزدیک وہی احادیث حجت ہیں جو انھیں قرائن سے متصف ہوں؛ لہذا رجال سند کے لحاظ سے تقسیم کرنا بدعت ہے، جس پر عمل کرنا حرام ہے۔

تدوین فن الرجال تشیع::

ہم مابعد اس کی وضاحت کریں گے کہ اہل سنت و الجماعت کو علوم حدیث کی اولیت و سبقت حاصل ہے، اسی سبب شیعہ امامیہ کی تعریفات حدیث: مدرج، متصل، مرفوع، موقوف، مقطوع، مضمر، مرسل، معضل، معلق، معل، مدلس، معنعن، مزید، مفرد، شاذ، محفوظ، منکر، معروف، مدرج، مصحف، مسلسل، مضطرب، مقلوب اور موضوع، اہل سنت و جماعت کی تعریفات سے جا بجا عموما متاثر نظر آتی ہیں، اس وجہ سے ہم اس پر تفصیلی گفتگو نہیں کر رہیے بلکہ یہاں ہم تدوین فن اسماءالرجال جرح وتعدیل کی طرف اپنا رخ کرتے ہیں

1...قرون ثلاثہ::

۱۔۔۔حیدر حب اللہ صاحب دورس فی تاریخ علم الرجال عند الامامیہ' میں علم رجال کے مراحل میں سے پہلے دومراحل زمانہ نبوت سے لے کر تیسری صدی ہجری کے اختتام تک کے بارے میں لکھتے ہیں:

"إن الارث الرجالی لھذا المرحلة لم یصلنا مع الاسف الشدید کی نصور من خلاله المشھد بطریقة دقیقة، فلم تتوفر بین ایدینا تقریبا سوی المحاولة التی ترکھا البرقی فی الطبقات"

یعنی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس مرحلے کا(نبوت سے تین سو ہجری تک) رجالی تراث ہم تک نہیں پہنچا ورنہ ہم اس کی موجودگی میں اس دور کے تراث کا باریک تجزیہ کر سکتے اس وقت ہمارے

پاس کچھ بھی موجود نہیں ہے، سوائے اس کوشش کے، جو برقی طبقات کی صورت میں ہمارے پاس چھوڑ گئے ہیں۔

(دروس فی تاریخ علم الرجال صفحہ 83)

تعرف الرجال البرقی::

رجال البرقی چند صفحات کا رسالہ ہے جس میں چودہ سو ۱۴۰ کے قریب اصحاب ائمہ کے صرف نام ہیں سنہ تاریخ پیدائش ووفات اساتذہ تلامذہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔اس رسالے کے بارے چار۴اقوال ہیں۔

"و علی النظریتین الثالثۃ و الرابعۃ لا یعتمد علی الکتاب لعدم توثیق عبد اللہ و ابنہ احمد عند علماء الجرح و التعدیل

یعنی آخری دو اقوال کے مطابق کتاب پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ عبد اللہ اوراس کا بیٹا احمد علمائے جرح و تعدیل کے ہاں قابل اعتماد نہیں ہے، یوں یہ کتاب بعض شیعہ علماء کے نزدیک معتمد ہی نہیں ہے۔

(دروس فی تاریخ علم الرجال صفحہ81)

خلاصہ::

بنیادی فرق ہے کہ رسول ﷺ سے لے کر 300سنہ ہجری تک تشیع فن رجال مصطلح حدیث اورفن حدیث میں لاوارث رہیے ہیں اب اس بحث سے ایک عام شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ انقطاع کیا گل کھلائے گا اور مزے کی بات یہی ہے کہ اس تین سو سالہ انقطاع نے تشیع کے اصول الدین تک کو ختم کر دیا ہے یعنی پہلی تین سو ۳۰۰ سالہ سنہ ہجری میں رجال پر جو کتاب موجود تھی وہ بھی مختلف فیہ ہو گئی اور ناقابل اعتبار ہے۔

2۔۔۔ ۳۰۰ سنہ ہجری تا۸۰۰تک::

۲۔۔۔ رجال الکشی(رجال الکشی 340ھ)

شیعہ رجال کی سب سے قدیم ترین چوتھی صدی ہجری کے عالم محمد بن عمرو الکشی کی رجال الکشی ہے، ابن شہر آشوب نے اس کتاب کا نام معرفۃ الناقلین عن الائمۃ الصادقین نقل کیا ہے۔ شیخ طوسی اس کا نام معرفۃ الرجال رکھتے ہیں۔اور آقا بزرگ تہرانی نے اسے معرفۃ الناقلین ذکر کیا ہے۔

(ابن شہرآشوب معالم العلماء صفحہ۱۳۷)

(طوسی، رجال، ۱۴۱۵ ق، صفحہ٦)

(آقا بزرگ، الذریعہ، جلد٦ صفحہ۸۷.)

رجال کشی کا کوئی نسخہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے شیخ طوسی (م 460 ھ) نے کتاب فہرست اور رجال، کے بعد جدید اور نئے مطالب کو رجال کشی میں پایا تو 456 ھ میں رجال کشی کی تلخیص اور تہذیب اپنے شاگرد کو املا کروائی۔ اسی مناسبت سے اس تلخیص و انتخاب کا نام اختیار معرفۃ الرجال ہے۔

خصوصیات::

کشی کی کتاب ائمہ کے نزدیک ترین زمانے میں اس طرح تدوین ہوئی ہے کہ کشی صرف ایک واسطے سے آئمہ کے زمانے کے ابن فضال جیسے برجستہ ترین اصحاب سے روایات نقل کرتے ہیں۔

الکشی سے پہلے بغداد، کوفہ، قم اور دیگر مناطق میں رجالی آثار حوادث کا شکار ہو کر ناپید ہو گئے تھے۔

اس لحاظ سے الکشی کی کتاب مختلف شیعہ حوزوں میں تنہا ایک جامع رجالی کی حیثیت رکھتی تھی۔

غلات، واقفیہ، فطحیہ، تبریہ، مرجئہ، زیدیہ، ناووسیہ، کیسانیہ، علیاویہ، طاہریہ، عجلیہ، عبداللہ بن سبا و .... جیسے مختلف شیعہ فرقوں کے حدیث میں مؤثر کردار ادا کرنے والے گروہوں کے متعلق ابحاث اس کتاب کا حصہ ہیں۔

کشی نے اپنے سے پہلے کی رجالی کتب جیسے رسالۂ علی بن مہزیار، کتاب جامع و کتاب الدور، کے ناموں اور ان کے مضامین کو اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔

معصومین کی نگاہ و رائے کے مطابق راویوں کی شناخت، شیعوں کی آئمہ سے خط و کتابت اس کی دیگر خصوصیات میں سے ہیں۔

(سید حسین کنعانی، ویژگی های رجالی کتاب اختیار معرفۃ الرجال، ۱۳۸۹ش)

(پروین بہار زادہ، جستاری در اختیار معرفۃ الرجال، ۱۳۸۳ش)

کتاب معرفۃ الناقلین کا کوئی نسخہ ہم تک نہیں پہنچا ہے۔ یہاں تک کہ چھٹی اور ساتویں ہجری صدی تک کی منقول اخبار میں بھی اس کا کوئی اثر یا تذکرہ نہیں پایا جاتا ہے۔

سنہ 577 ہجری سے مربوط نسخہ جو حدیث 3 تا 857 پر مشتمل ہے اور منصور بن علی بن منصور خازن کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس نسخے میں چند جگہوں پر دوسرے نسخوں سے مقابلے کی علامات اور تعلیقے موجود ہیں۔

کتابخانہ دانشگاہ تہران کا خطی نسخہ کہ جو جزو چہارم سے آخر تک کا ہے۔ وہ 602 ہجری میں بخط ابو احمد بن ابی المعالی کا لکھا ہوا ہے اور یہ نسخہ خط شیخ طوسی کے ساتھ جانچا ہوا ہے۔

نتیجہ::5

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ رجال الکشی تشیع فن الرجال میں کوئی قابل قدراور قابل بھروسہ کتاب نہیں بلکہ ابہام واغلاط کا شکار ہے جیسا کہ "وعلیہ فکتاب اختیار معرفۃ الرجال یحوی مشاکل فی النسخ و بعض من الاخطاء التی تظھر بالمقارنۃ"

یعنی اس تفصیل کے مطابق کتاب اختیار معرفۃ الرجال کے نسخوں میں متعدد ابھامات ہیں اور نسخ کے مقارنہ سے متعدد اغلاط سامنے آتی ہیں۔

(دروس فی تاریخ علم الرجال، صفحہ 112)

رجال الکشی کتاب اور اس کے مؤلف کے بارے میں شیعہ امامیہ کے عالم نجاشی لکھتے ہیں: ”ثقہ تھے، ضعفا سے روایت کرنے میں کثرت کی ہے، ان کی تصنیف کردہ کتاب الرجال ہے، علم میں بہت ماہر ہیں، ان کی اس کتاب میں غلطیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں“

(الرجال،نجاشی، جلدا صفحہ ۵۰)

شیعہ امامیہ کے عالم غریفی لکھتے ہیں: ”شیعہ امامیہ کے علما کی اصول رجال میں کوئی ایسی کتاب ہی نہیں ہے جو احادیث روایت کرنے والے تمام راویوں کو شامل ہو کہ توثیق و تضعیف اور مدح و قدح کے اعتبار سے انھیں جانا جاسکے، یہی کشی صاحب نے اپنی کتاب میں صرف انھیں راویوں کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے جن کے بارے میں بطور مدح و ذم احادیث وارد ہیں اور باقی تمام راویوں کو چھوڑ دیا، مگر نجاشی نے اس کتاب کو کثرت اغلاط سے متصف کیا ہے“

(قواعد الحدیث،غریفی، صفحہ۱۵۹)

رجال کے سلسلے میں شیعہ امامیہ کے نزدیک یہ کتاب اصل کی حیثیت رکھتی ہے اور مراجع رجال میں کافی اہمیت کی حامل ہے، مگر شیعہ امامیہ کے علما نے خود اس کتاب کو اغلاط کا مجموعہ بتا کر ساقط الاعتبار قرار دے دیا!مطلب یہ کہ تشیع نے خود اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ فن اسماء الرجال جرح و تعدیل میں تواتر آور اتصال نہیں ہےاب کہا یہ جاسکتاہے کہ سنہ400چارسو ہجری تک کوئی ایک بھی کتاب فن الرجال میں موجود نہیں تھی۔

اور اگر تشیع اس کتاب کو اہمیت دیتے ہیں اور تشیع فن اسماء الرجال میں سنگ بنیاد شمار کرتے ہیں توان کو یہ بھی تسلیم کرناپڑے گا کہ عبداللہ بن سباء یہودی ہی شیعت کے نظریہ وصیت امامت رجعت تحریف القرآن تبراءبر اصحاب رسول ﷺ لعن طعن بر اصحاب رسول ﷺ کابانی ہے۔

نوٹ::

ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ رجال الکشی کو تشیع نے خودناپیدومعدوم کیاہے کیوں کہ رجال لکشی میں شیعہ کے بننے والے فرقوں اور آئمہ اہلبیت کے بیٹوں کےنام پر بننے والےفرقوں کی تعداد اوراختلاف و تکفیر کی وجہ سے جیسا کہ الخطط للمقریزی نے مخطوطاۃ میں جلد 2 صفحہ 351 تین سو 300 شیعہ فرقوں کا ذکر کیا ہےجیسا کہ خود شیعہ کتب ستر 70 فرقےمسعودی نے لکھے ہیں 80اسی فرقےیعقوبی نے لکھے ہیں اور 100سو اصل الشیعہ و اصولھا نے ذکر کیے ہیں اسی طرح بالترتیب تشیع کی دوسری فرق کی کتب میں بہت سارے فرقوں کا ذکر ملتاہے

نوٹ::

یہ بات یاد رکھنے کی ہے یہ اکثر فرقے اہل بیت کے ناموں پر بنے ہیں ہر فرقے نے دوسرے تشیع فرقے کی تکفیر کی ہے اور ساتھ ساتھ ان اہلبیت کی بھی جن کے نام پر یہ فرقے بنے ہیں۔

۳۔۔فھرست النجاشی سنہ 450 ہجری

اس دور کی تیسری مشہور کتاب "فھرست النجاشی " ہے، جسے رجال النجاشی بھی کہا جاتا ہے،

"یختص الکتاب بذکر مصنفات الشیعۃ کما صرح بہ فی مقدمۃ کتاب

یعنی یہ کتاب شیعہ کتب کے ذکر پر مشتمل ہے، جیسا کہ خود مصنف نے اپنی کتاب کے مقدمے میں اس کی تصریح کی ہے، یوں یہ کتاب رجال کی باقاعدہ کتاب نہیں ہے، لیکن مصنفات کے ذیل میں چونکہ مصنفین کا بھی ذکر ہے، اس لئے اسے توسعا رجال کی کتب میں شامل کیا جاتا ہے، اسی لئے اس کتاب میں رواۃ کا حدیثی مقام اور جرح و تعدیل نہ ہونے کے اشکال کا جواب دیتے ہوئے شیخ حیدر رقم طراز ہیں:

"لم یکن غرض النجاشی کما بینا حین تالیف لکتابہ تقویم رواۃ الحدیث و الرجال الذین یذکرھم فیہ"

یعنی نجاشی کا مقصد رواۃ حدیث اور دیگر مذکور رجال کا حدیثی مقام بیان کرنا نہیں تھا،

(دروس فی تاریخ علم الرجال، صفحہ 125)

اس کتاب میں مذکور رجال کی تعداد 1269 ہے،

رجال نجاشی میں تشیع کتب کے نام لکھے گئے ہیں ضمنا مصنفین کا ذکرکیا گیاہے

(قواعد الحدیث,غریفی، ص۱۵۹)

۴۔۔کتاب الضعفاء للغضائری " ہے،

اس کتاب کا دوسرا نام کتابُ الضُّعفاء و کتابُ الجرُح ہے۔جو پانچویں صدی ہجری کے محدث شیخ احمد بن حسین العضائری کی تصنیف ہے، اس کتاب کی تالیف میں اختلاف ہے جو تشیع اس کتاب کو احمد بن حسن العضائری کی طرف نسبت دیتے ہیں حوالاجات

(شیخ طوسی، فہرست صفحہ۲)

(کتب رجالی شیعہ، صفحہ۴۰۰)

(کتب رجالی شیعہ صفحہ۴۳۳)

(مجلسی، بحار الانوار جلد۱، صفحہ۴۱)

(زندگی نامہ حضرت آیت اللہ سید علی حسینی سیستانی)

کچھ حضرات اس کتاب کو حسین بن عبیداللہ العضائری کی طرف نسبت کرتے ہیں ان کے حوالاجات

(شوشتری، قاموس الرجال، جلد۱، صفحہ ۴۵-۴6)

(خوئي، معجم رجال الحدیث، ۱۴۱۳ ق، جلد۱، صفحہ۹۵ و 96)

(کتب رجالی شیعہ، صفحہ۴۳-۴۴۴)

اس کتاب کے نام سے لگتا ہے کہ یہ باقاعدہ رجال کی جرح و تعدیل پر مشتمل کتاب ہے، لیکن اس کتاب کے بارے میں شیعہ محققین کے ہاں اختلافات کا طومار ہے، مثلا کہ یہ کتاب احمد کی تصنیف ہے یا ان کے والد حسین کی ؟نیز اس کتاب کے راوی کون ہیں ؟کیونکہ ساتویں صدی ہجری (دوسو سال بعد) کے محدث ابن طاووس کے ہاں پہلی بار اس کتاب کا تذکرہ سامنے آتا ہے، نیزاس کتاب کی تضعیفات قابل اعتماد ہیں یا نہیں ؟اس بارے میں تقریبا چار کے قریب اقوال ہیں ان سب اختلافات کی تفصیل شیخ حیدر حب اللہ اور کتاب کے محققین نے بیان کی ہے، ان متنوع اختلافات کی وجہ دراصل اس کتاب میں بعض معتمد شیعہ رواۃ کی تضعیف ہے، اس لئے اس کتاب کو شیعہ محققین نے شش و پنج میں ڈال دیا، شیخ حیدر حب اللہ بھی اس کے عدمِ اعتماد کی طرف مائل ہیں اس کتاب میں 225 رواۃ کا ذکر ہے۔

جن میں 125 کو انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(کتب رجالی شیعہ، ۱۳۸۵ش، صفحہ۵۱)

محمد تقی شوشتری نے ابن غضائری کی نسبت دو کتب کی طرف دی ہے کتاب الممدوحین و المذمومین،

مجلسی نے بھی رجال صغائری کی تضعیف بیان کی ہے

(مجلسی، بحار الانوار، جلد۱، صفحہ۴۱)

محدث نوری انہیں معتبر نہیں مانتے ہیں

(کتب رجالی شیعہ ۱۳۸۵ش، صفحہ۴۷)

علمائے رجال کا ایک گروہ ابن غضائری کی تضعیفات کو معتبر نہیں مانتا جبکہ ان کی توثیقات کو معتبر مانتا ہے

(کتب رجالی شیعہ ۱۳۸۵ش صفحہ۴۸)

(کتب رجالی شیعہ، ۱۳۸۵ش، صفحہ۴۲؛)

(آقا بزرگ تھرانی، الذریعہ، دارالاضواء، جلد۱۰، صفحہ۸۹)

(شوشتری، قاموس الرجال، ۱۴۱۰ق، جلد۱، صفحہ۴۴۱)

(رحمان ستایش، آشنايي با کتب رجالی شیعہ، ۱۳۸۵ش، ص۴۲)

(دروس فی تاریخ علم الرجال، صفحہ 142)

نتیجہ::6

دونوں کتب کی حالت ترد اوپر مختصرا بیان کر دی گئی ہے

فہرست النجاشی اور رجال العضائری

یہ دونوں کتب بالترتیب پانچ اورچھ سنہ ہجری کی لکھی ہوئی ہیں فہرست النجاشی میں صرف مصنفات و مصنفین کے نام درج ہیں دوسری طرف العضائری الرجال کے لکھے جانے میں اختلاف ہے پھر یہ کتاب سنہ673 ہجری میں سامنے آتی ہےدونوں کتب کی تفصیلات اتصال فن اسماء الرجال جرح و تعدیل تشیع کو مجروح کرتی ہیں اور تشیع فن الرجال کےبنیادی تعرضات تضعیفات توثیقات کی حقیقت کی وضاحت کرتی ہے۔تویہ بات تو واضح ہو گئی کہ زمانہ رسول ﷺ سے700سنہ ہجری تک تشیع کی طرف سے فن الرجال میں کوئی قابل بھروسہ قابل تقلید اورمتصل الزمان کوئی کام نہیں ہوا اور تشیع سنہ 700ہجری تک فن الرجال میں صما بکما

عمیا رہیے ہیں۔

۵۔۔۔رجال الطوسی::

اس دور کی سب سے مفصل کتاب شیخ طوسی کی "کتاب الرجال " ہے، اس کتاب میں 6428 رواۃ کا ذکر ہے۔ بظاہر یہ کافی بڑی تعداد ہے، لیکن کتاب ساڑھے چار سو صفحات کی (بعض طبعات میں فہارس وغیرہ ملا کر 600 صفحات)کی اوسط ضخامت کے ساتھ چھپی ہے، کیونکہ اس میں زیادہ تر صرف نام ہیں، 157 اشخاص کی توثیق اور 72 اشخاص کی تضعیف کی گئی ہے، جبکہ 50 رواۃ کو مجاہیل قرار دیا گیا ہے، باقی سب کے بارے میں سکوت ہے، نیز شیخ ہی کے بقول اس کتاب میں صرف شیعہ رواۃ نہیں ہیں، بلکہ سنی رواۃ کا بھی ذکر ہے اور اس میں بڑے پیمانے پر تکرار بھی ہےاسی طرح شیخ طوسی کی ایک اور کتاب "فھرستۃ الطوسی " کو بھی رجال کی کتب میں شامل کیا جاتا ہے، جو نجاشی کی کتاب کی طرح اصلا مصنفات کی فہرست ہے، اس فہرست میں 900 کے قریب مصنفینِ تشیع کا ذکر ہے۔

7۔۔۔معالم العلماء فی فھرست کتب الشیعہ و اسماء المصنفین قدیما و حدیثا"

یہ مشہور کتاب چھٹی صدی ہجری کے محدث ابن شہر آشوب مازندرانی کی "معالم العلماء فی فھرست کتب الشیعہ و اسماء المصنفین قدیما و حدیثا" ہے، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ بھی مصنفین وکتب کی ایک فہرست ہے، اس کتاب میں 1021 مصنفین کا ذکر ہے۔

نتیجہ نمبر::7

کہتے ہیں کہاں تک سنو گے کہاں تک سنائیں کیا کیا سنو گے کیا کیا سنائیں

کتاب الرجال الطوسی میں 6428راویوں کا تذکرہ کیا ہے 172روایوں کی توثیق کی گئی ہے اور 72راویوں کی تضعیف اور54راویوں کو مجاہیل کہا گیا اسی طرح فہرست الطوسی میں بھی 900راویوں کے صرف نام لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح معالم العلماءفی فھرست کتب الشیعہ و اسماء المصنفین قدیماو حدیثا" میں بھی 1021راویوں کے نام لکھ دیے گئے ہیں

(شبیری صفحہ ۱۷۵)

(دروس فی تاریخ علم الرجال، صفحہ 145)

خلاصہ کلام

۱۔۔۔شیعہ علم رجال میں ہمیں مقارن الزمان تدوین نظر نہیں آتی جیسا کہ تشیع کادعوی ہے کہ تشیع مذہب ہی اصل اسلام ہے۔

۲۔۔۔تشیع علم رجال کی ابتدائی ساری کتب فہرستِ مصنفین کی کتب ہیں، سوائے ابن الغضائری کی الضعفاء کی، جس کے قابل اعتماد ہونے یا نہ ہونے سے قطع نظر، اس میں بھی صرف 225 رواۃ کا ذکر ہے۔

۳۔۔۔شیعہ علم رجال کا جتنا تراث اس ابتدائی دور میں مرتب ہوا، اس میں شیعہ کتبِ اربعہ کے کل رواۃ کا بمشکل نصف(یعنی ساڑھے سات ہزار رواۃ، اگر ہم ان کتب کے سارےرواۃ میں کم سے کم مشترکات فرض کر لیں) کا ذکر ہے، (وہ بھی اس صورت میں اگر ہم ان ابتدائی کتب میں موجود مصنفین کو کتبِ اربعہ کے رواۃ فرض کر لیں، جو ظاہر ہے محض مفروضہ ہے)یوں ساڑھے سات ہزار کے قریب رواۃ حدیث کا ذکر نہ کتب اربعہ کی تدوین سے پہلے ہے، نہ اس کے بعد تین سو سال تک، بلکہ اس کے بعد بھی کئی سو سال بعد تک ہمیں ایسی کتاب نظر نہیں آتی، جس میں کتبِ اربعہ کے رواۃ کا استقصاء ہو، نیز جن ساڑھے سات ہزار رواۃ(یہ تعداد بھی اس وقت بنتی ہے، جب ہم ان کتب میں مشترکات کم سے کم فرض کر لیں) کا ذکر اولین تراث میں ہے، اس کا نوے فیصد حصہ محض فہرست کے قبیل سے ہے، ان کے تفصیلی کوائف، حدیثی مقام، شیوخ و تلامذہ وغیرہ جیسے مباحث سے اس دور کا رجالی تراث مکمل طور پر ساکت ہے۔اس موقع پر بجا طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتب اربعہ کے مصنفین نے پندرہ ہزار رواۃ سے جو ہزار ہا روایات لی ہیں یہ رواۃ کون تھے ؟کہاں کے تھے ؟ان کی تضعیف و توثیق کا کیا حال تھا؟یہ کس زمانے اور کس طبقے کے تھے ؟نیز جن ساڑھے سات ہزار رواۃ کے اسماء ہمیں ان اولین کتب میں نظر آتے ہیں، ان کے تفصیلی کوائف کیا تھے؟اس دور کے ائمہ حدیث ان کے بارے میں کس قسم کی معلومات رکھتے تھے ؟یہ سب امور پردہ خفا میں ہیں۔

۴۔۔۔تشیع کتبِ اربعہ کے مصنفین کے ہاں فن رجال کے حوالے سے کاوشیں مفقود ہیں، صرف امام طوسی نے فہرستِ مصنفین و فہرستِ رجال پر کتب لکھی ہیں، لیکن وہ بھی اصلا رجال کی کتب نہیں ہیں، جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ ان میں کتبِ اربعہ کے نصف رواۃ سے بھی کم کا ذکر ہے۔

۵۔۔۔تشیع علم رجال کی ابتدائی کتب صرف چند ہزار کے رواۃ کے ناموں کی فہرست پر مشتمل ہے، اس طرح کتبِ اربعہ کے آدھے سے زیادہ یعنی ساڑھے سات ہزار رواۃ کا کئی صدیوں تک اتا پتا نہیں چلتا، تو بجا طور پر اس امکان کو تقویت ملتی ہے کہ کتبِ اربعہ کے مصنفین نے فرضی رواۃ و اسناد کا ایک پہاڑ کھڑا کیا، کیونکہ شواہد کی بنیاد پر ان رواۃ کی توثیق و تضعیف اسی زمانے کے محدثین سے ثابت کرنا ناممکن ہے، توثیق و تضعیف تو دور کی بات، صرف ان کے ذاتی کوائف بھی اس زمانے کے تراث میں نظر نہیں آتے، ذاتی تفاصیل

سے بھی قطع نظر، ان کے ناموں پر مشتمل کوئی مکمل کتاب علم رجال کی ابتدائی سات سو سالہ تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔

٦۔۔۔تشیع علم رجال میں جو کامل کتب لکھی گئیں، جیسے معجم رجال الحدیث وغیرہ، وہ دس بارہ صدیوں کے وقفے کے بعد لکھی گئیں، اولین ابتدائی کتب میں ایک تو مکمل استقصا نہیں ہے، دوسرا وہ صرف فہارس کے قبیل سے ہیں، کما مر۔رواۃ و رجال میں سب سے بنیادی بحث یہ دیکھنی ہوتی ہے کہ ان کے کوائف جمع کرنے والے کا زمانہ ان کے کتنا قریب ہے؟شیوخ ہیں شیوخ الشیوخ ہیں ہم عصر ہیں تلامذہ ہیں

تشیع اصول الاربعہ یا کتب الاربعہ::

١۔۔۔الکافی::

الکافی کے مولف أبو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحق الكليني الرازي البغدادی المعروف کلینی (متوفّٰی سنہ 3299 ھ) ہیں۔

زیادہ تر روایات ان آٹھ حضرات سے لی ہیں۔

١۔۔۔علی بن ابراہیم قمی سے 7068 حدیثیں۔

٢۔۔۔محمد بن یحیی عطار اشعری قمی سے 50733 حدیثیں۔

٣۔۔۔ابو علی اشعری قمی سے 875 حدیثیں۔

٤۔۔۔ابن عامر حسین بن محمد اشعری قمی سے 8300 حدیثیں۔

٥۔۔۔محمد بن اسماعیل نیشابوری سے 758 حدیثیں۔

٦۔۔۔حمید بن زیاد کوفی سے 450 حدیثیں۔

٧۔۔۔احمد بن ادریس اشعری قمی سے 154 حدیثیں۔

٨۔۔۔علی بن محمد سے 76 حدیثیں۔

جنابِ کلینی کے شیوخ کے نام::

1- علي بن إبراهيم القمي - ثقة

2- محمد بن يحيى العطار القمي - ثقة

3- حميد بن زياد الكوفي - ثقة

4- أحمد بن إدريس الأشعري القمي - ثقة

5- الحسين بن محمد الأشعري القمي – ثقة

6- محمد بن إسماعيل النيسابوري – مجهول

7- محمد بن جعفر الرزاز الكوفي – مجهول

8- أحمد بن محمد بن أحمد الكوفي - مجهول

9- علي بن محمد بن بندار البرقي - ثقة

10- أحمد بن مهران – مجهول

11- محمد بن أحمد بن الصلت القمي- ثقة

12- الحسن بن علي الهاشمي– مجهول

13- الحسين بن علي العلوي– مجهول

14- الحسين بن علي الحسيني– مجهول

15- الحسين بن الحسن العلوي– مجهول

16- الحسن بن خفيف– مجهول

17- أبو داود– مجهول

18- محمد بن عبد الله بن جعفر الحميري - ثقة

19- أحمد بن عبد الله – مجهول

20- أبو عبد الله الأشعري– مجهول

21- علي بن موسى الكمنداني– مجهول

22- محمد بن علي بن معمر– مجهول

23- علي بن محمد بن علي بن عباس – مجهول

24- علي بن الحسين المؤدب– مجهول

25- القاسم بن العلاء الازربيجاني - ثقة

26- محمد بن عقيل – مجهول

27- محمد بن الحسن– مجهول

28- أحمد بن محمد بن سعيد ابن عقدة الكوفي - ثقة

جنابِ کلینی کے شیوخ کی تحقیق دروس تمهيدية في القواعد الرجالية لمحمد باقر الايرواني سے مدد لی گئی ہے۔

کتاب کا نام ::

کلینی کتاب طہارت کے خطبے میں کہتے ہیں: یہ کتاب علم دین کے تمام فنون کے لئے کافی ہے۔

(الکافی، جلد 1، صفحہ 14۔مقدمہ)

یہ نام اس کلام سے ماخوذ ہے جس کی نسبت امام زمانہ (ع) کو دی گئی ہے؛ مروی ہے کہ امام زمانہ (ع) نے فرمایا:الکافی کافٍ لشیعتنایعنی الکافی ہمارے پیروکاروں کے لئے کافی ہے۔ یہ جملہ اس وقت ناحیۂ مقدسہ سے صادر ہوا جب الکافی کو امام زمانہ(ع) کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ(ع) اس کی تحسین و تعریف فرمائی۔

(غفاری، عبدالرسول الکلینی و الکافی، صفحہ 392)

کتاب الکلینی و الکافی کے مولف، شیخ عبد الرسول غفاري میرزا عبداللہ افندی کی کتاب ریاض العلماء

(افندی، ریاض العلماء، جلد2، صفحہ 265-266)

میں ملا خلیل قزوینی کے حالات زندگی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب (ع) نے پوری کتاب الکافی کا مشاہدہ فرمایا ہے اور اس کی تعریف کی ہے اور جہاں بھی کلینی نے کوئی روایت نقل کی ہے جس کا آغاز وَ رُوِیَ سے ہوا ہے وہ روایت انھوں نے براہ راست اور بغیر کسی واسطے سے امام زمانہ (ع) سے نقل کی ہے۔

(غفاری، عبدالرسول، الکلینی و الکافی، صفحہ 394)

شیخ مفید کہتے ہیں: یہ کتاب برترین و بہترین شیعہ کتب میں سے ایک ہے جو کثیر فوائد کی حامل ہے۔

(لاعتقادات الامامیہ، صفحہ70)

شہید اول کہتے ہیں: الکافی ایسی کتاب حدیث ہے جس کی مانند کوئی کتاب اصحاب (امامیہ) نہیں لا سکے ہیں۔

(الکافی، جلد 1، صفحہ 27)

محمد تقی مجلسی لکھتے ہیں: اصول کی تمام کتب سے زیادہ مضبوط و مستحکم اور سب سے زیادہ جامع ہے اور فرقۂ ناجیہ (امامیہ) کی عظیم ترین تالیف ہے۔

(مرآۃ العقول، جلد 1، صفحہ 3)

آقا بزرگ تہرانی کا کہنا ہے: الکافی ایسی کتاب ہے کہ حدیث اہل بیت (ع) نقل کرنے کے حوالے سے اس جیسی کتاب اب تک مکتوب نہیں ہوئی ہے۔

(الذریعہ، جلد 17، صفحہ 245)

استر آبادی علماء اور اپنے اساتذہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: اسلام میں الکافی کے برابر یا اس کے پائے کے قریب تر کوئی کتب تالیف نہیں ہوئی ہے۔

(الفوائد المدنیہ، صفحہ520)

آیت اللہ خوئی اپنے استاد نائینی کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں الکافی میں مندرجہ احادیث کی اسناد میں نزاع کرنا، عاجز اور بے بس افراد کا پیشہ اور ہتھکنڈہ ہے۔

(معجم رجال الحدیث جلد 1 صفحہ 99)

یوسف بحرانی نے اپنی کتاب لؤلؤۃ البحرین میں لکھا ہے کہ الکافی میں مندرجہ احادیث کی تعداد 16199 ہے؛ ڈاکٹر حسین علی محفوظ نے الکافی پر اپنے مقدمے میں اس کتاب میں مندرجہ احادیث کی تعداد 15176 ہے؛ علامہ مجلسی کے مطابق الکافی میں مندرجہ احادیث کی تعداد 161211 ہے جبکہ شیخ عبدالرسول الغفاری نے اپنی کتاب الکلینی و الکافی میں مندرجہ احادیث کی تعداد 155033 ہے۔

آیت اللہ سید محمد حسین جلالی الکافی کے بارے میں شیخ یوسف بحرانی کا قول نقل کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہے :

شیخ یوسف بحرانی نے لؤلؤۃالبحرین صفحہ ۳۹۵ میں کافی مین درج شدہ احادیث کی تعداد کو اس طرح بیان کیا ہے :

صحیح : 5077

حسن : 144

موثق :1118

قوی :302

ضعیف : 9480

(حوالہ : مذہب امامیہ میں منابع احادیث لشیخ محمد حسین جلالی صفحہ ۱۷)

نوٹ::

الکافی کے ایک روای پر بحث کر دیتے ہیں

علی بن ابراہیم قمی سے 7068 روایات ان کی ایک تفسیر ہے تفسیر القمی جس میں کثرت سے تحریف القرآن کی روایات اور مثالیں نقل ہوئی ہے ہیں جبکہ تحریف القرآن کی کثیر روایات بلکہ ابواب الکافی میں بھی مذکور ہیں

الکافی میں اس بارے میں بہت سی روایات مروی ہیں جس کا اگر آپ مطالعہ کریں

باب فیہ نکت و نتف من التنزیل فی الولایۃ اس باب میں قرآن مجید سے ولایت کے متعلق نکات اور معارف کا بیان اسباب میں ننانویں 99 روایات جمع کردی ہیں آپ اسی باب میں طرح طرح کی معنوی تحریفات ملاحظہ فرماسکتے ہیں

الکافی جلد 1 صفحہ 412

اس کے علاوہ اور بہت سارے ابواب مذکور ہیں

باب ان القرآن یرفع کما انزل جلد 2 صفحہ 619

مجلسی نے مراۃ العقول کافی کے بعض روایت پر ضعف کا حکم لگایا ہے لیکن تحریف قرآن کی روایات پر صحت کا حکم لگایا ہے

مرآۃ العقول جلد2 536

اصول کافی کی شرح الشافی میں بھی صحت کا حکم لگایا گیا ہے تحریف قرآن کی روایات پر

الشافی جلد 7 صفحہ 227

تحریف قرآن کے افسانے کو عملی جامہ پہنانے والے قمی اور کلینی ہیں انہوں نے ہر اس آیت کےبعد جس میں انزل اللہ علیک یا انزلنا الیک کے الفاظ تھےان کے بعد فی علی کے لفظ کو داخل کردیا اور لفظ ظلموا کے بعد آل محمد حقھم کو ٹھونس دیا لفظ اشرکواکے بعد فی ولایۃ علی کا اضافہ کر دیا اور قرآن میں جہاں جہاں امۃ کا لفظ آتا ہے اس کو آئمہ میں بدل دیا

بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما أنزل اللہ (في علي)بغیاالکافی جلد 1 صفحہ 417 وان کنتم فی ریب مما نزلنا (فی علی) فاتوا بسورۃ من مثلہ

الکافی جلد 1 صفحہ 417

یا ایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا (في علی) نورا مبیناالکافی جلد 1 صفحہ 417 قمی لکھتا ہے جو تحریف شدہ آیات ہیں ان میں یہ فرمان باری تعالی بھی ہے لکن اللہ یشھد بما انزل الیک (في علي) انزلہ بعلمہ والملائکۃ یشھدون

یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (فی علی) وا لم تفعل فما بلغت رسالتہ

ان الذین کفروا وظلموا(آل محمد حقھم) لم یکن اللہ لیغفرلھم وسیعلم الذین ظلموا(آل محمد حقھم)في غمرات الموت

تفسیر القمی جلد 1 صفحہ 160

تفسیر القمی جلد 1 صفحہ 48 100 110 122 126 قمی کہتا ہے کہ اس کی بہت زیادہ مثالیں ہیں قرآن مجید میں

تفسیر القمی جلد 1۔صفحہ 10 11 کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اس آیت کے بارے میں لکھتاہے کہ یہ اس طرح نازل ہوئی تھی کنتم خیر أئمۃ أخرجت للناس

تفسیر القمی جلد 1 صفحہ 110 کلینی رضا سے اس آیت کبر علی المشرکین کے بارے میں روایت کرتا ہے کہ وہ اس کے بعد ولایۃ علی کا اضافہ کرتے ہیں اور ماتدعوھم الیہ کے بعد یامحمد من ولایۃ علی کا اضافہ کرتے ہیں کتاب اللہ میں ایسا ہی لکھا ہےالکافی جلد 1 صفحہ 418 آیت۔ فستعلمون من ھو في ضلال مبین میں یہ یا معاشر المکذبین حیث رسالۃ ابي في ولایۃ علي علیہ السلام والائمہ من بعدہ من ھو في ضلال مبین

جھٹلانے والوں کا اضافہ کرتے ہیں پھر وہ اس بات کے ساتھ اس کفر اور تحریف کی توثیق و تاکید کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہی نازل ہوئی تھی الکافی جلد 1 صفحہ 421 اللہ تعالی کے اس فرمان فلنذیقن الذین کفروا میں بترکھم ولایت امیرالمومنین علیہ السلام عذابا شدیدا فی الدنیا ولنجزینھم اسوء والدین کانوایعملون۔کا اضافہ کرتے ہیں الکافی جلد 1 صفحہ 321 ان القرآن الذی جاء بہ جبریل علیہ السلام الی محمد سبعۃ عشر الف ایۃ،وہ قرآن جو جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اس کی 17000 آیات تھیں اصول الکافی کتاب فضل القرآن باب نوادر جلد 2 صفحہ 134 ۔جب کہ قرآنی آیات جس طرح مشھور ہے کہ چھے ہزار سے کچھ زائد ہیں اس روایت کا تقاضا یہ ہے کہ تقریبا دو تہائی حصہ ساقط ہے اور یہ کتنا بڑا افترا ہے۔یہ روایت کافی میں ہے جو ان کی سب سے صحیح کتاب ہےلیکن کچھ شیعہ کا کہنا ہے کہ کافی میں ساری روایت صحیح نہیں ہے کتاب دعوۃ التقریب صفحہ 383 شیعہ بین الحقائق والاوھام صفحہ

419 اور 420۔اگر ہم اس جیسے قول کو حقیقت پر محمول کریں تقیہ پر نہیں جو ان کے ہاں حسن اور صحیح اور ضعیف کے اصول و ضوابط پر تحفظات اور اس سلسلے میں ان کے اختلافات اور اضطراب اگر ہم اس سے بھی تجاوز کریں کیونکہ ان کے نزدیک ضعیف کا حکم کبھی صرف سند پر ہو سکتا ہے ان کا کہنا ہے الکافی کی اکثر احادیث کی اسناد صحیح نہیں لیکن وہ متون کے لحاظ سے اور عقائد حقہ کی معرفت کے اعتبار سے معتبر ہیں ان جیسی روایت میں سند کو نہیں دیکھا جاتا مقدمہ شرح جامع الشعرانی

اگر ہم ان تمام باتوں سے صرف نظر کریں اور ان کے علماء سے اس روایت کی صحت کے بارے میں جواب چاہیے تاکہ ہم اپنے اس عمل میں انکی کتب الرجال کی روشنی میں اسناد پر غور کرکے زیادہ سے زیادہ غیر جانبدار رہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ مجلسی سابقہ روایت کے متعلق کہتا ہےفالخبر صحیح ولا یخفی ان ھذا الخبر و کثیرا من الاخبار الصحیحۃ صریحۃ فی نقص القرآن و تغیرہ و عندی ان الاخبار فی ھذا الباب متواترۃ معنی و طرح جمیعھا یوجب رفع الاعتماد عن الاخبار راسا بل ظنی ان الاخبار فی ھذا الباب لا یقصر عن اخبار الامامۃ فکیف یثبتوھا بالخبر،لھذا یہ خبر صحیح ہے مخفی نہ رہے کہ یہ خبر اور دیگر بہت ساری صحیح روایات صراحتاً قرآن پاک میں کمی اور تبدیلی پر دلالت کرتی ہیں اور میرے نزدیک تحریف قرآن کے مسئلہ میں روایات ماننامتواتر ہیں اور ان سب روایات کو ترک کرنا تمام ذخیرہ حدیث سے اعتماد کو اٹھانا ہے، بلکہ میرا خیال ہے کہ تحریف قرآن کی روایات مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں، اگر ان روایات کا اعتبار نہ ہوا تو مسئلہ امامت روایات سے کیسے ثابت کریں گے؟مرآۃ العقول جلد 2 صفحہ 536 مجلسی کی یہ گواہی ان کے نزدیک انتہائی زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ وہ کافی کا محقق شارح ہے جس نے اس میں صحیح اور ضعیف کو بیان کیا ہے مرآۃ العقول اور محمدجوادمغنیہ کی کتاب العمل بالحدیث وشروطہ عند الامامیہ ضمن کتاب دعوۃ التقریب صفحہ 383 معاصر علماء سے اس روایت کی صحت کے متعلق آگاہی چاہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا عالم عبدالحسین مظفر کہتا ہے یہ صحیح طرح موثق ہےالشافی شرح اصول الکافی جلد صفحہ 227 یہ بحث تھی اس روایت کے صحیح ہونے پر اب اس روایت کے معنی کیا ہیں تو اس کی وضاحت کافی کا شارح محمد صالح بن احمد مازندانی یوں کرتا ہےقرآن کی آیات 6500 ہیں اور اس سے جو زائد حصہ ہے وہ تحریف کی وجہ سے ساقط ہو چکا ہے شرح جامع الکافی جلد 11 صفحہ 76 مجلسی کہتا ہے یہ روایت اور بہت ساری دیگر صحیح روایات قرآن میں کمی اور تحریف کے حوالے سے صریح ہیں مرآۃ العقول جلد 2 صفحہ 536 ابن بابویہ شروعات کا بارے میں الاعتقادات میں جو ان کے معاصر علماء کی تحقیق کے مطابق

معتبر کتاب ہے الذریعہ جلد 13 صفحہ 101 وہ کہتا ہے یقینا قرآن کے علاوہ اتنی وحی نازل ہوئی ہے کہ اگر اسے قرآن کے ساتھ جمع کرلیا جاتا تو وہ ستر ہزار آیت کی مقدار کے برابر ہوتی یہ جبرائیل کے اس قول کی طرح ہے عش ماشئت فانک میت واحبب ما شئت فإنک مفارقہ واعمل ما شئت فإنک ملاقیہ الاعتقادات صفحہ 102 اس کے بعد اس نے اس جیسی کئی مثالیں پیش کی ہیں۔

یہ حالت ہم نے تشیع کے ایک استاد شاگرد کی بیان کی ہے جس سے الکافی میں سات ہزار سے زائد روایات نقل کی ہیں اور تشیع رجال خود تذبذب کا شکار ہے کہ اس کو ثقہ کہیں یا ضعیف کہیں اس کی روایات کک توثیق کریں یا تضعیف کریں۔

۲۔۔۔من لا یحضرہ الفقیہ

من لایحضرہ الفقیہ، اہل تشیع کی کتب احادیث میں سے ایک اہم بنیادی حدیث کی کتاب ہے۔ اسے ابوجعفر محمد بن علی بن حسن بن موسی بن بابویہ قمی، معروف بہ شیخ صدوق (306 تا 381 سنہ ہجری) نے ترتیب دیا۔ جس میں روایات کی تعداد9,044ہے

۳۔۔۔تھذیب الاحکام فی شرح المقنعہ، شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی، معروف بہ شیخ طوسی (متوفی 460 سنہ ہجری)جس میں روایات کی تعداد13,590ہے

۴۔۔۔الاستبصار فیما اختلف فیہ من الأخبار (عربی : الاستبصار فیما اختلف فیہ من الأخبار) یا عام طور سے الاستبصار یا استبصار بھی کہا جاتا ہے۔

یہ کتاب شیخ الطائفہ شیخ طوسی (م 460 ق) کا مرتب کرد مجموعہء احادیث ہے جس میں روایات کی تعداد 5,511ہے

خلاصہ کلام::

سب سے بڑی اور بنیادی مشکل یہ ہے کہ تشیع علمِ حدیث کے تین اجزاء، علم

۱۔۔۔مصطلح الحدیث،

۲۔۔۔کتب حدیث

۳۔۔۔ علم رجال و جرح و التعدیل

تینوں الگ الگ زمانوں اور غیر مربوط انداز میں مرتب ہوئے، جب کتبِ حدیث کی تدوین ہوئی ، تو علم رجال اور مصطلح الحدیث کا وجود ہی نہیں تھا، پھر جب کتب رجال لکھنی شروع ہوئی تو علم مصطلح الحدیث کی اولین

کاوشیں ساتویں صدی ہجری میں سامنے آئیں اس لئے شیعہ علمائے رجال کے سامنے کتبِ رجال کے وہ مناہج و اسالیب اور انواع و اقسام سامنے نہیں تھے، جن کا بیان عموما علم مصطلح الحدیث میں ہوتا ہے،

اہلسنت فن رجال و مصطلح حدیث ومجموعہ حدیث::

امام بخاری رح::

سنی حدیثی تراث یعنی صحاح ستہ کا زمانہ تدوین دوسری صدی ہجری (194 ھ امام بخاری کی ولادت)کے آخر سے لیکر چوتھی صدی ہجری کے شروع (303ھ امام نسائی کی وفات) تک ہے، اب اگر ہم سنی علم رجال کا زمانہ تدوین دیکھیں، تو علم رجال کے اولین مدونین سارے کے سارے اصحابِ صحاح ستہ کے ہم عصر یا ان کے شیوخ ہیں، بلکہ اصحابِ صحاح ستہ میں سے بعض خود علم رجال کے اولین مدونین میں شامل ہیں بلکہ اصحابِ صحاح ستہ میں سے بعض خود علم رجال کے اولین مدونین میں شامل ہیں، ذیل میں سنی علم رجال کی اولین کاوشوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

فن الرجال کے اولین مدونین میں خود امام بخاری شامل ہیں، جنہوں نے سنی علم حدیث کی سب سے اصح کتاب لکھی ہے، امام بخاری نے علم رجال کی متعدد کتب لکھی ہیں، لیکن ہم تک امام کی یہ کتب پہنچی ہیں:

علم رجال پر امام بخاری رحمہ اللہ کی سب سے بڑی کتاب "التاریخ الکبیر " ہے، اس کتاب میں امام بخاری نے ساڑھے تیرہ ہزار کے قریب (13308) رواۃ حدیث کا احاطہ کیا ہے، یہ کتاب نو جلدوں میں چھپی ہے، یہ تعداد صحاح ستہ کے جملہ رواۃ سے کہیں زیادہ ہے،

یوں امام بخاری نے صحاح ستہ کے کل رواۃ سے بھی زیادہ رواۃ کے کوائف و احوال جمع کئے، گویا صحاح ستہ کی تصنیف سے پہلے ہی امام بخاری صحاح ستہ کے جملہ رواۃ حدیث کے احوال و کوائف لکھ چکے تھے۔

امام بخاری نے رجال پر اس کے علاوہ "التاریخ الاوسط" التاریخ الصغیر" اور الضعفاء الصغیر " لکھی ہیں، یہ تینوں کتب بھی مطبوعہ ہیں۔

بخاری رح۔کے ہم عصر::

ا---چنانچہ صحاح ستہ کے رواۃ پر مشتمل کتاب حافظ مزی کی "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال " کے مطابق صحاح ستہ کے کل رواۃ آٹھ ہزار(8045) ہیں،

۲۔۔۔علم رجال پر اسی زمانے کی سب سے بڑی تصنیف ابن ابی حاتم رازی کی "الجرح و التعدیل " ہے، جو نو ضخیم جلدوں میں چھپی ہے ابن ابی حاتم(ولادت 240 ھ) اصحاب صحاح ستہ کے ہم عصر تھے، آپ نے اس کتاب میں اٹھارہ ہزار رواۃ کے حالات قلمبند کئے ہیں

(الموقظہ، شمس الدین ذہبی، مکتب المکتبات الاسلامیہ، حلب، صفحہ 37)

(علم الرجال نشاتہ و تطورہ، محمد الزہرانی، صفحہ 147)

(دیکھیے: تھذیب الکمال بتحقیق بشار عواد معروف)

(علم الرجال نشاتہ و تطورہ، صفحہ153)

دس دیگر کتب فن الرجال::

۱۔۔۔طبقاتِ ابن سعد، (5554 رواۃ) از ۲۔۔۔محمد بن سعد زہری(146ھ-230ھ)

۳۔۔۔طبقاتِ خلیفہ بن خیاط(3305 رواۃ) خلیفہ بن خیاط (160ھ-240ھ)

۴۔۔۔طبقاتِ امام مسلم بن حجاج (2246 رواۃ) امام مسلم بن حجاج مصنف صحیح مسلم

۵۔۔۔احوال الرجال (393 رواۃ)ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (وفات:259ھ)

٦۔۔۔کتاب الضعفاء والمتروکین (703 رواۃ)امام نسائی مصنف سنن نسائی

الضعفاء الکبیر (2101 رواۃ) ابو جعفر محمد بن عمرو العقيلي (وفات:322ھ)

۷۔۔۔معرفۃ الثقات (2365 رواۃ)ابو الحسن احمد بن عبد اللہ العجلي (182ھ-261ھ)

۸۔۔۔تاریخ الثقات (2116 رواۃ)ابو الحسن احمد بن عبد اللہ العجلي (182ھ-261ھ)

۹۔۔۔تقریب الثقات(16008 رواۃ) ابن حبان البستی (270ھ-354 ھ)

۱۰۔۔۔الکامل في ضعفاء الرجال (2212 رواۃ)ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی (277ھ -365ھ)

صحیح بخاری کے اساتذہ::

امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ کے نام :

1- أحمد بن عبد الله بن يوسف اليربوعي۔ – ثقة حافظ

2- أحمد بن محمد بن حنبل – إمام

3- أحمد بن صالح المصري – ثقة حافظ

4- أحمد بن عيسى المصري – صدوق

5- أحمد بن المقدام العجلي – صدوق

6- أحمد بن شبيب الحبطي – صدوق

7- أحمد بن عبد الله بن علي الميموني – صدوق

8- أحمد بن محمد القواس – (ثقة إذا كان الأزرقي / صدوق له أوهام لو كان غيره)

9- أحمد / محمد بن أبي داود المنادي – صدوق

10- أحمد بن عثمان بن حكيم – ثقة

11- أحمد بن أبي رجاء – ثقة

12- أحمد بن أبي سريج – ثقة

13- أحمد بن عبد الله بن واقد – ثقة

14- أحمد بن إسحاق السلمي – صدوق

15- أحمد بن سعيد الرباطي – ثقة

16- أحمد بن الحجاج المروزي – ثقة

17- أحمد بن يعقوب المسعودي – ثقة

18- أحمد بن أبي طيب – صدوق

19- أحمد بن إشكاب – ثقة حافظ

20- أحمد بن حميد – ثقة حافظ

21- أحمد بن الحسن الترمذي - ثقة حافظ

22- أحمد بن محمد بن موسى المروزي - ثقة حافظ

23- أحمد بن أبي عمرو – صدوق

24- إبراهيم بن حمزة الزبيري- صدوق

25- إبراهيم بن موسى الفراء - ثقة حافظ

26- إبراهيم بن المنذر - صدوق

27- إبراهيم بن الحارث – صدوق

28- إسماعيل بن عبد الله المدني – صدوق أخطا في أحاديث حدث بها

29- إسماعيل بن أبان الوراق – ثقة

30- إسماعيل بن الخليل الكوفي – ثقة

31- إسحاق بن محمد بن إسماعيل – صدوق، كف فاء حديثه

32- إسحاق بن راهويه – ثقة

33- إسحاق بن إبراهيم البغوي – ثقة

34- إسحاق بن منصور بن بهرام – ثقة ثبت

35- إسحاق بن إبراهيم بن نصر – صدوق

36- إسحاق بن شاهين – صدوق

37- إسحاق بن إبراهيم بن يزيد – صدوق

38- إسحاق بن يزيد الخرساني (قال المحقق: وهو الذي قبله)

39- إسحاق بن إبراهيم الصواف – ثقة

40- إسحاق بن أبي عيسى – صدوق

41- آدم بن أبي إياس – ثقة عابد

42- أسيد بن زيد – ضعيف

43- أصبغ بن الفرج - ثقة

44- أزهر بن جميل – صدوق يغرب

45- أيوب بن سليمان - ثقة

46- أمية بن بسطام – صدوق

47- بشر بن محمد المروزي – صدوق

48- بشر بن خالد البصري – ثقة يغرب

49- بشر بن عبيس – صدوق يخطئ

50- بشر بن آدم - صدوق

51- بشر بن الحكم - ثقة

52- بشر بن بكر – ثقة يغرب

53- بدر بن المحبر – ثقة ثبت

54- بيان بن عمرو - صدوق

55- ثابت بن محمد – صدوق زاهد يخطئ في الحديث

56- جمعة بن عبد الله - صدوق

57- حكم بن نافع – ثقة ثبت

58- حسن بن الصباح – صدوق يهم

59- حسن بن محمد بن الصباح – ثقة

60- الحسن بن مدرك – لا بأس به

61 – حسن بن عبد العزيز – ثقة ثبت

62- حسن بن بشر البجلي – صدوق يخطئ

63- حسن بن علي الخلال – ثقة حافظ

64- حسن بن الربيع - ثقة

65- حسن بن عمر بن إبراهيم – (هذا من أوهام ابن عدي عند المحقق)

66- حسن بن عمر بن شقيق - صدوق

67- حسن بن خلف – صدوق له أوهام

68- حسين بن حريث - ثقة

69- حسبن بن عيسى بن حمران – صدوق

70- حسين بن منصور – ثقة

71- حسين بن أبي عباد – صدوق يخطئ

72- حسان بن حسان – صدوق يخطئ

73- حسان بن أبي عباد – (هو السابق)

74- حرمي بن حفص - ثقة

75- حجاج بن المنهال – ثقة

76- حفص بن عمر- ثقة

77- حامد بن عمر – ثقة

78- حبان بن موسى - ثقة

79- حيوة بن شريح - ثقة

80- حماد بن حميد – مقبول

81- خالد بن مخلد – صدوق

82- خالد بن خلي– صدوق

83- خالد بن يزيد- صدوق مقرئ له أوهام

84- خلاد بن يحيى – صدوق

85- خليفة بن خياط – صدوق ربما أخطأ

86- خلف بن خالد - صدوق

87- داود بن شبيب - صدوق

88- روح بن عبد المؤمن - صدوق

89- ربيع بن يحيى – صدوق له أوهام

90- زكريا بن يحيى بن زكريا بن أبي زائدة – صدوق يخطئ

91- زكريا بن يحيى الطائي – صدوق له أوهام

92- زهير بن حرب - ثقة

93- زيد بن أخزم - ثقة

94- زياد بن يحيى - ثقة

95- زياد بن أيوب – ثقة

96- سعيد بن عفير - صدوق

97- سعيد بن الربيع - ثقة

98- سعيد بن تليد - ثقة

99- سعيد بن سليمان الواسطي - ثقة حافظ

100- سعيد بن يحيى القرشي – ثقة ربما أخطأ

101- سعيد بن محمد الجرمي.- صدوق

102- سعيد بن الحكم بن أبي مريم – ثقة ثبت

103- سعيد بن شرحبيل - صدوق

104- سعيد بن مروان - صدوق

105- سعيد بن النضر - ثقة

106- سليمان بن داود العتكي - ثقة

107- سليمان بن عبد الرحمن الدمشقي- صدوق سخطئ

108- سليمان بن حرب الواشحي – ثقة إمام حاظ

109- سعد بن حفص - ثقة

110- سريج بن النعمان – ثقة يهم قليلًا

111- سهل بن بكار – ثقة ربما وهم

112- سديان – صدوق

113- شهاب بن عباد- ثقة

114- شجاع بن الوليد - مقبول

115- صدقة بن الفضل- ثقة

116- صلت بن محمد –صدوق

117- ضحاک بن مخلد – ثقة ثبت

118- طلق بن غنام – ثقة

119- عبد الله بن يزيد المقرئ المكي - ثقة

120- عبد الله بن الزبير الحميدي –ثقة حافظ

121- عبد الله بن يوسف التنيسي - ثقة

122- عبد الله بن عثمان بن جبلة – ثقة حافظ

123- عبد الله بن محمد الجعفي – ثقة

124- عبد الله بن مسلمة بن قعنب – ثقة

125- عبد الله بن عمرو بن أبي الحجاج المنقري – ثقة

126- عبد الله بن عبد الوهاب الحجبي – ثقة

127- عبد الله بن منير المروزي – ثقة

128- عبد الله بن رجاء – ثقة تغير

129- عبد الله بن الصباح العطار – ثقة

130- عبد الله بن سعد بن إبراهيم– ثقة

131- عبد الله بن أبي الأسود– ثقة

132- عبد الله بن محمد بن أسماء – ثقة

133- عبد الله بن محمد بن أبي شيبة – ثقة

134- عبيد الله بن موسى - ثقة

135- عبيد الله بن سعيد السرخسي - ثقة

136- عبيد الله بن عمر بن ميسرة – ثقة

137- عبد الرحمن بن يونس المستملي - صدوق

138- عبد الرحمن بن المبارك - ثقة

139- عبد الرحمن بن إبراهيم الدمشقي – ثقة

140- عبد الرحمن بن شيبة - صدوق يخطئ

141- عبد الرحمن بن حماد – صدوق ربما أخطا

142- عبد الغفار بن داود – ثقة

143- عبد العزيز بن عبد الله الأويسي- ثقة

144- عبد السلام بن مطهر – صدوق

145- علي بن المديني- ثقة

146- علي بن الجعد - ثقة

147- علي بن حفص - صدوق

148- علي بن مسلم - ثقة

149- علي بن إبراهيم - مقبول

151- علي بن الحكم – ثقة يغرب

152- علي بن عياش – ثقة ثبت

153- علي بن الحسن بن شقيق - ثقة

154- علي بن حجر السعدي - ثقة

155- عمر بن حفص بن غياث – ثقة ربما وهم

156- عمر بن محمد بن الحسن الكوفي – صدوق ربما وهم

157- عثمان بن أبي شيبة - ثقة

158- عثمان بن الهيثم – ثقة تغير

159- عثمان بن صالح المصري - صدوق

160- عمرو بن عاصم – صدوق في حفظه شيء

161- عمرو بن الربيع - ثقة

162- عمرو بن خالد - ثقة

163- عمرو بن عباس – صدوق ربما وهم

164- عمرو بن علي بن بحر - ثقة

165- عمرو بن عون الواطي - ثقة

166- عمرو بن زرارة - ثقة

167- عمرو بن موسى - ثقة

168- عمرو بن محمد بن الحسن الواسطي – (يرى المحقق أنه #156)

169- عمران بن ميسرة - ثقة

170- عبدة بن سليمان - ثقة

171- عبدة بن عبد الله الصفار- لا بأس به

172- عبد الأعلى بن حماد - ثقة

173- عبيد بن إسماعيل – صدوق ربما وهم

174- عاصم بن علي بن عاصم - ثقة

175- عياش بن الوليد - ثقة

176- العلاء بن عبد الرحمن - ثقة

177- عبد الرحيم بن عبد الرحمن المحاربي - ثقة

178- عباس بن الحسين - صدوق

179- عبد القدوس بن الحجاج - ثقة

180- عبد القدوس بن محمد الحجاب - صدوق

181- عبد المتعالي بن طالب – ثقة

182- عصام بن خالد - صدوق

183- عفان بن مسلم – ثقة ثبت

184- فضل بن سهل - صدوق

184- فضل بن يعقوب – ثقة حافظ

185- فضل بن دكين – ثقة ثبت

186- فضيل بن الحسين الجحدري – ثقة حافظ

187- فروة بن أبي المغراء – صدثقة

188- قيس بن حفص – ثقة له أفراد

189 – قبيصة بن عقبة – صدوق ربما خالف

190- محمد بن المنهال – ثقة حافظ

191- محمد بن سلام البيكندي – ثقة ثبت

192- محمد بن المثنى – ثقة ثبت

193- محمد بن عبيد الله – ثقة

194- محمد بن الفضل – ثقة ثبت تغير في آخر عمره

195- محمد بن سنان العوقي – ثقة ثبت

196- محمد بن بشار – ثقة

197- محمد بن العلاء – ثقة حافظ

198- محمد بن كثير العبدي - ثقة

199- محمد بن عبد الرحيم – ثقة حافظ

200- محمد بن يوسف الفريابي – ثقة

201- محمد بن محبوب – ثقة

202- محمد بن أبي بكر المقدمي.– ثقة

203- محمد بن حاتم بن بزيع – ثقة

204- محمد بن مهران الجمال – ثقة حافظ

205- محمد بن أبان الواسطي – صدوق

206- محمد بن أبان البلخي – ثقة حافظ

207- محمد بن عبد الله بن حوشب – صدوق

208- محمد بن عبد الله بن المثنى – ثقة

209- محمد بن عبد الله بن نمير – ثقة حافظ

210- محمد بن جعفر الفيدي – مقبول

211- محمد بن الصباح الدولابي – ثقة حافظ

212- محمد بن موسى القطان - صدوق

213- محمد بن عبيد بن ميمون – صدوق يخطئ

214- محمد بن مسكين - ثقة

215- محمد بن عقبة الشيباني - ثقة

216- محمد بن عيسى بن الطباع – ثقة

217- محمد بن خالد بن جبلة - صدوق

218- محمد بن أبي يعقوب الكرماني - ثقة

219- محمد بن عمرو المروزي -ثقة

220- محمد بن سعيد بن الأصبهاني - ثقة ثبت

221- محمد بن يزيد بن رفاعة – ليس بالقوي

222- محمد بن رافع النيسابوري - ثقة

223- محمد بن يحيى المروزي - ثقة

224- محمد بن الحسين بن إبراهيم – صدوق

225- محمد بن عبد الله بن إسماعيل البصري - صدوق

226- محمد بن عرعرة - ثقة

227- محمد بن سابق - ثقة

228- محمد بن عبد الله الغداني - صدوق

229- محمد بن عبد الله الرقاشي - ثقة

230- محمد بن عباد الواسطي – صدوق يخطئ

231- محمد بن عباد المكي – صدوق يهم

232- محمد بن سعيد الخزاعي- ثقة

233- محمد بن أبي الحسين - ثقة

234- محمد بن النضر- مقبول

235- محمد بن عبد العزيز الرملي- صدوق يهم

236- محمد بن الوليد البسري – ثقة

237- محمد بن الحكم المروزي – ثقة فاضل

238- محمد بن خلف الحدادي – ثقة

239- محمد بن عبادة الواسطي –صدوق فاضل

240- محمد بن عبد الله بن المبارك - ثقة

241- محمد بن حرب النشائي – صدوق

242- محمد بن زياد الزيادي – صدوق يخطئ

243- محمد بن عثمان بن كرامة- ثقة

244- محمد بن أبي غالب - صدوق

245- محمد بن مقاتل – (ثقة عند الخطيب البغدادي)

246- مسدد بن مسرهد - ثقة

247- موسى بن إسماعيل – ثقة ثبت

248- موسى بن مسعود – صدوق سيء الحفظ

249- موسى بن حزام – ثقة

250- مسلم بن إبراهيم – ثقة

251- مكي بن إبراهيم – ثقة ثبت

252- معاذ بن فضالة – ثقة

253- مالك بن إسماعيل – ثقة

254- معاذ بن أسد – ثقة

255- مطرف بن عبد الله – ثقة

256- معلى بن أسد – ثقة ثبت

257- مطر بن الفضل – ثقة

258- معاوية بن عمرو – ثقة

259- مظفر بن مدرك – ثقة

260- محمود بن آدم – صدوق

261- محمود بن غيلان – ثقة

262- مخلد بن مالك الخرساني – (ليس من شيوخ البخاري عند المحقق)

263- مخلد بن مالك المروزي - ثقة

264- مؤمل بن هشام – ثقة

265- منذر بن الوليد - ثقة

266- نصر بن علي بن نصر – ثقة ثبت

267- الوليد بن صالح - ثقة

268- هشام بن عبد الملك الطيالسي – ثقة ثبت

269- هشام بن عمار – صدوق

270- هدبة بن خالد – ثقة

271- هارون بن يحيى المكي - ثقة

272- يحيى بن عبد الله بن بكير – ثقة

273- يحيى بن سعيد بن جميل – ثقة

274- يحيى بن سليمان الجعفي – صدوق يخطئ

275- يحيى بن صالح الوحاظي – صدوق

276- يحيى بن موسى البلخي – ثقة

277- يحيى بن يحيى اليسابوري – ثقة

278- يحيى بن محمد بن السكن – صدوق

279- يحيى بن بشر المروزي – ثقة زاهد

280- يحيى بن أبي سلمة – (هو #274 عند المحقق)

281- يحيى بن جعفر البيكندي – ثقة

282- يحيى بن حماد – ثقة عابد

283- يحيى بن يوسف الزمي. – ثقة

284- يحيى بن عبد الله السلمي – ثقة

285- يوسف بن موسى القطان – صدوق

286- يوسف بن يعقوب الصفار – ثقة

287- يوسف بن راشد الكوفي – (هو #285 عند المحقق)

288- يوسف بن عدي – ثقة

289- يوسف بن بهلول – ثقة

290- يوسف بن عيسى المروزي – ثقة فاضل

291- يعقوب بن إبراهيم الدورقي – ثقة

292- يسرة بن صفوان - ثقة

293- أبو بكر ابن أصرم - مقبول

جس کتاب سے مدد لی گئی ہے۔

نام کتاب : أسامی من روی عنهم محمد بن إسماعيل البخاري من مشايخه الذين ذكرهم في جامعه الصحيح

المؤلف: عبد الله بن عدي الجرجاني أبو أحمد

نتیجہ نمبر...8::

تشیع فن رجال کی سب سے صحیح کتاب الکافی کا حال آپ حضرات کے سامنے پیش کیا گیا ہے اسی طرح مختصرا تشیع کی دوسری تین کتب کا تعرف پیش کیا گیا ہے تشیع کی چاروں کتب روایات تیسری صدی ہجری کی ہیں جبکہ فن رجال اور مصطلح حدیث میں تشیع سات700سو ھجری تک بے حال رہا ہے ان سات سو ہجری تک رواۃ کے اکثر شیوخ شیوخ الشیوخ ہم عصر تلامذہ شیوخ کی سنہ پیدائش و وفات شیوخ الشیوخ کی سنہ پیدائش و وفات خود اوریہ انقطاع سنہ سات سو 700 ھجری تک رہاہے اس کے بعد فن الرجال اور مصطلح حدیث میں کام شروع ہوتاہے اور اصلی اورنسلی کام سنہ 1000ھجری سےسنہ 1200 ھجری تک کام ہوتاہے لیکن سوال تو یہ پیداہوتاہے کہ فن الرجال کے اس کام پر بھروسہ کیسے کیاجاسکتاہے جبکہ رواۃ کے ذاتی کوائف معدوم ہیں ان پر ثقاہت تضعیف مجہول موثق کا حکم کیسے لگایا جاسکتاہے انقطاع کی وجہ سے مطلب یہ کہ فن الرجال تشیع کوھم وہم اور قیاس ہی کہ سکتے ہیں اور یہ وجوہات تشیع فن الرجال مصطلح حدیث اورمجموعہ حدیث کو مجروح کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے یہ تمام کتب تشیع حدیث ناقابل عمل ہیں

تقابل سنی وتشیع فن رجال::

ا۔۔۔تشیع فن رجال کی متصل منظم مکمل تاریخ، مرتب نہیں ہے حیدر حب اللہ نے اپنی کتاب "دروس تمہیدیۃ فی تاریخ علم الرجال عند الامامیہ" میں، شیخ جعفر سجانی نے "کلیات فی علم الرجال " میں، عادل ہاشم نے "المباحث الرجالیہ " میں محقق عبد الہادی فضلی نے "اصول علم الرجال میں اور محقق طہرانی نے "مصفی المقال فی مصنفی علم الرجال " میں شیعی علم رجال کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی ہے، لیکن ان سب کتب میں تشیع فن رجال کی انواع و اقسام کے اعتبار سے کسی قسم کی کوئی تفصیل نہیں ہے، اس کے برخلاف اہل سنت میں صرف ایک کتاب "رواۃ الحدیث، النشاۃ، المصطلحات،

المصنفات از عواد بن حمید الرویثی" میں سنی فن رجال کی 1000 کے قریب صفحات میں 32 اقسام و انواع(718 کتبِ رجال) کا ذکر کیا گیا ہے، جو بھی قاری پچھلی پانچ تشیع مصنفین کی کتب اور اس ایک کتاب کا موازنہ کرے گا، اسے انداز ہوجائے گا کہ اہل سنت کے علم رجال کی کتنی مرتب مکمل کامل و اکمل تاریخ لکھی گئی ہے اور تشیع علم رجال کی تاریخ میں ترتیب و تدوین کے اعتبار سے کتنے بڑے انقطاع وانخلا موجود ہیں۔

۲۔۔تشیع فن رجال کی کتب کی تعداد سرے سے ہی کافی کم ہے، چنانچہ حیدر حب اللہ نے اپنی کتاب "دروس تمہیدیۃ فی تاریخ علم الرجال عند الامامیہ " میں زمانہ نبوت سے لیکر عصرِ حاضر تک شیعی رجال کی تاریخ اور ہر صدی کی کتبِ رجال کا ذکر کیا ہے، اس پوری کتاب میں مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کی تعداد 115 کے قریب بنتی ہے، ان میں مطبوعہ کتب بمشکل 35 بنتی ہوں گی (یہ احتیاطا زیادہ سے زیادہ تعداد ہے) جبکہ اسی سلسلے کے محقق عواد بن حمید الرویثی نے اپنی کتاب "رواۃ الحدیث، النشاۃ، المصطلحات، المصنفات " میں صرف صحاح ستہ کے رجال پر 127 کتب(مطبوعہ و غیر مطبوعہ) کا ذکر کیا ہے، گویا سنی رجالی تراث میں صرف صحاح ستہ کے رجال پر جو کام ہوا ہے، وہ تیرہ صدیوں کی پوری شیعہ علم رجال (مطبوعہ و غیر مطبوعہ)سے زیادہ ہےاس لئے اس تھوڑی تعداد میں تنویع و تقسیم کافی مشکل ہے، بلکہ ایک اعتبار سے دیکھیں، تو سنی رجالی تراث کی صرف انواع پورے شیعہ علم رجال کی کتب کے قریب قریب ہیں، کیونکہ محقق عواد نے اپنی کتاب میں 32 کے قریب انواع ذکر کی ہیں، جبکہ محقق حیدر حب اللہ نے اپنی پوری کتاب میں شیعی مطبوعہ کتبِ رجال تقریبا 35 ذکر کی ہیں۔

۳۔۔تشیع اساسی کتبِ رجال اور علمائے جرح و تعدیل پر دراسات وتحقیقات بھی انتہائی قلیل تعداد میں ہیں، جس میں کتاب و صاحبِ کتاب کا مفصل تعارف، منہج، تراجم، امتیازات و خصوصیات، اغلاط و اخطاء، نسخ و مخطوطات، کیفیتِ ذکرِ تراجم، تعدادِ تراجم وغیرہ جیسے امور شامل ہوں، جبکہ اس کے برخلاف اہل سنت کی کتبِ رجال پر اس قسم کی دراسات کثیر تعداد میں موجود ہیں

۴۔۔تشیع علم رجال کی جو کتب مطبوع ہیں، ان کی محققانہ اشاعتیں نہ ہونے کے برابر ہیں، محققانہ اشاعت سے مراد ایسی اشاعت، جس کے شروع میں کتاب کے منہج و اسلوب پر مفصل مقدمہ تحقیق ہو، کتاب میں موجود تراجم پر ترقیم ہو، ان تراجم کی دیگر کتبِ رجال سے تخریج ہو، آخر میں متنوع فہارس ہوں، اس قسم کی مطبوعات تقریبا معدوم ہیں، شیعہ مطبوعہ کتب میں محقق خوئی کی معجم رجال

الحدیث کی اشاعت ایک مناسب اشاعت ہے، جبکہ دیگر جوامع رجال جیسے جامع الرواۃ للاردبیلی، قھپائی کی مجمع الرجال، شہید ثانی کی التحریر الطاوسی جیسی اساسی کتب کی اشاعتیں تحقیق کے اعتبار سے انتہائی ناقص ہیں، محققانہ اشاعتیں نہ ہونے کی وجہ سے بھی ان بڑی کتب کے منہج و اسلوب اور رجالی تراث میں اس کی درجہ بندی کرنا تقریبا ناممکن ہے۔

۵۔۔۔سب سے بڑی اور بنیادی مشکل یہ ہے کہ شیعہ علمِ حدیث کے تین اجزاء، علم مصطلح الحدیث، کتب حدیث اور علم رجال و جرح و التعدیل الگ الگ زمانوں اور غیر مربوط انداز میں مرتب ہوئیں، جب کتبِ حدیث کی تدوین ہوتی ہے، تو علم رجال اور مصطلح الحدیث کا وجود نہیں ہوتا، پھر جب کتب رجال لکھنی شروع ہوتی ہیں، تو علم مصطلح الحدیث کی اولین کاوشیں ساتویں صدی ہجری میں سامنے آتی ہیں، اس لئے شیعہ علمائے رجال کے سامنے کتبِ رجال کے وہ مناہج و اسالیب اور انواع و اقسام سامنے نہیں تھے، جن کا بیان عموما علم مصطلح الحدیث میں ہوتا ہے، جبکہ اس کے برخلاف سنی علم حدیث میں یہ تینوں اجزاء ایک زمانے، بلکہ ایک جیسے حضرات سر انجام دیتے ہیں، مثلا امام بخاری حدیث کی کتب بھی لکھتے ہیں، ساتھ رجال پر تفصیلی جوامع بھی تیار کرتے ہیں، امام خطیب بغدادی علم مصطلح الحدیث پر متون بھی تیار کرتے ہیں اور ساتھ رجال پر تفصیلی کتب بھی تحریر کرتے ہیں، ابن حبان حدیث کی کتاب بھی لکھتے ہیں، ساتھ ثقہ رجال کی تدوین بھی کرتے ہیں، الغرض یکساں زمانے اور ایک ہی محدث کی تینوں اجزاء میں کئ گئی کاوشوں کی وجہ سے سنی رجال کی ہر کتاب شروع سے ہی ایک خاص نوع اور خاص منہج وا سلوب کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔

نوٹ::

تشیع کا روایت لینے کا ایک ہی اصول ہے ہر وہ روایت جو اہل سنت کے مخالف عمل میں ہو بس وہ روایت قابل قبول ہوگی اگرچہ وہ قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے خلاف ہو اصول الدین میں ہو چاہیے فروعات میں ہو بس اہلسنت کے مخالف ہونی چاہیے

تمت بالخیر::

تشیع حضرات کا یہ کہنا کہ تشیع ہی بنیاد اسلام ہے یہ خواب ہے۔

تشیع حضرات کا یہ کہنا کہ تشیع دوسرا بڑافرقہ اسلام ہے یہ صرف ایک قیاس ہے

تشیع کا یہ کہنا کہ تشیع اسلام مسلکوں میں سے ایک مسلک ہے یہ نامعقول اور محض افتراء ہے

تشیع کے لیے چیلنج کے طور پر آخری سوال چھوڑتے ہیں موجودہ مدونہ اصول الحدیث کے مطابق رسول ﷺ سے کوئی ایک صحیح متصل حدیث جس میں رسول ﷺ نے توحید عدل نبوت امامت معاد اصول الدین تشیع کی ایمانیات ہونے کی تصریح فرمائی ہو؟!؟

واللہ اعلم بثواب۔۔